عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۸ | ۲۶/ربیع الثانی تا ۲/جمادی الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰/اپریل ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۱۶

الحاد و زندقہ کا نیا طریقہ

چاند پر نہ تھوکیے

کوڑوں کی سزا کی فلم

ایسے بھی ہیں خوش نصیب

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری

استقاط حمل کا گناہ

رضوان احمد، کراچی

س:...... استقاط حمل کا کیا کفارہ ہے؟ اگر کسی سے یہ گناہ سرزد ہوجائے اور وہ اس فعل سے نادم ہو تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... اگر بچے میں روح نہیں پڑی تھی تو ایسا کرنا مکروہ ہے، اگر روح پڑ گئی تھی تو یہ قتل کے زمرے میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خوب ندامت سے رو رو کر توبہ کریں اور استغفار کریں اور کچھ صدقہ خیرات کردیں انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے۔

شوہر کی دل جوئی کے لئے

نفیس میمن، کراچی

س:...... میری شادی کو چار ماہ ہوچکے ہیں، میرے شوہر اکثر اس بات پر مجھ سے ناراض ہوتے ہیں کہ میں ان کی بہنوں کے گھر جاؤں اور رات بھی وہیں رہوں جو مجھے اچھا نہیں لگتا، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:...... اگر پردہ کا اہتمام ہو تو شوہر کی دل جوئی کے لئے ایسا ضرور کیا کریں، اتنی چھوٹی سی بات سے اپنا گھر خراب نہ کریں۔

خواتین کی فوج میں شمولیت

کرن فاطمہ، راولپنڈی

س:...... عورتوں کو فوج کی شمولیت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اگر کوئی عورت اپنے وطن کے دفاع اور سلامتی کے لئے فوج میں بھرتی ہونا چاہے تو شریعت میں کس حد تک اس کی اجازت ہے؟

ج:...... اسلام نے خواتین کو دشمن کے مقابلہ میں جانے کا نہیں فرمایا، بلکہ دشمن کی فوج کو تہہ و بالا کرنے والی فوج کی تربیت کا حکم دیا ہے، اس لئے خواتین کو فوج میں بھرتی نہیں ہونا چاہئے، ہاں اگر ایسی کوئی صورت بن جائے کہ دشمن سر پر چڑھ آئے اور جہاد فرض عین ہوجائے تو خواتین بھی دشمن کی سرکوبی کے لئے اپنا کردار ادا کرسکتی ہیں، مگر مسلمان جوانوں کے ہوتے ہوئے مسلم خواتین کا فوج میں بھرتی ہونا کم از کم باغیرت مسلمانوں کی توہین اور دین وشریعت اور عورت کی صنفی وخلقی کمزوری کے منافی ہے، اس کے علاوہ اسلام نے میدانِ عمل کی تقسیم کی ہے اگر مردوں کو گھر سے باہر کے کام سپرد فرمائے ہیں تو خواتین کو چار دیواری کا ذمہ دار بنایا ہے، لہٰذا اگر خواتین گھر کی ذمہ داریوں سے آزاد ہوجائیں تو گھر کا نظام تلپٹ نہ ہوجائے گا، میری بہنیں خواتین تو فوج تیار کرنے والی فیکٹریاں ہیں، اگر یہ فیکٹریاں اپنا کام چھوڑ دیں تو یہ فوج کہاں سے میسر آئے گی؟

اسکولوں میں میوزک کی کلاسیں

عمران ملک، کراچی

س:...... موجودہ دور میں بعض سرکاری اور غیر سرکاری اسکولوں میں میوزک کی کلاسیں ہوتی ہیں، جس میں محبت بھرے گانے بھی گائے جاتے ہیں، شریعت میں اس قسم کی موسیقی کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:...... اسلام میں موسیقی اور میوزک حرام ہے، لہٰذا اسکولوں میں اس ناجائز اور حرام کا ارتکاب نہیں ہونا چاہئے، وہ والدین جو اپنے معصوم بچوں کو بے راہ روی سے بچانا چاہتے ہیں ان کو اپنا اثر و رسوخ استعمال کرکے اس حرام کی بندش کی کوشش کرنا چاہئے۔ میرے عزیز! آپ ہی بتلائیں کہ قوم کے وہ نونہال جو کچی عمر اور بچپنے سے میوزک سے آشنا ہوں گے بڑے ہوکر وہ کیا گل کھلائیں گے؟ امریکا اور یورپ بچوں کی جس بے راہ روی سے تنگ آچکا ہے، چشم بد دور ہمارے ارباب بست وکشاد اس لعنت کو بصد شوق اپنے گھر اور تعلیمی اداروں میں رواج دے رہے ہیں، تعلیم تو انسانی اصلاح وتربیت کے لئے ہوتی ہے اور تعلیمی ادارے اخلاق واصلاحی تربیت کے مراکز ہوتے ہیں اگر وہاں سے ہی بگاڑ شروع ہوجائے تو بتلایا جائے کہ بیچاری اصلاح کہاں سر چھپائے گی؟ اللہ تعالیٰ ہمارے بڑوں کو عقل عطا فرمائے۔ آمین

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۲۸ ۲۶ربیع الثانی تا ۲/جمادی الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰/اپریل ۲۰۰۹ء شمارہ:۱۶

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمعیل شجاع آبادی

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

اس شمارے میں!

کوڑوں کی سزا کی ویڈیو فلم	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
آج کے ابوجہل!	۸	انصار عباسی
چاند پر نہ تھوکئے!	۱۰	محمد قاسم مجاہد
الحاد وزندقہ کا نیا انداز!	۱۳	مولانا سعید احمد جلال پوری
غدار اسلام، غدار پاکستان	۱۷	فیاض حسن سجاد
ایسے بھی ہوتے ہیں خوش نصیب!	۱۹	محمد متین خالد
عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس، فیصل آباد	۲۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
ملتان کانفرنس سے علماء کرام کا خطاب	۲۷	" " " "

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

Hazori Bagh Road Multan

Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:

35.Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

بقدرِ کفایت روزی پر صبر کرنا

"حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے دوستوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ لائق رشک وہ مؤمن ہے جس کی کمر (زیادہ اہل وعیال اور دُنیا کے زیادہ کاروبار کے بوجھ سے) ہلکی پھلکی ہو، نماز سے بڑا حصہ رکھتا ہو، اپنے رَبّ کی خوب عبادت کرے اور تنہائی میں اس کی فرمانبرداری کرے، لوگوں میں گمنام ہو کہ اس کی طرف اُنگلیاں نہ اُٹھتی ہوں، اور اس کی روزی بقدرِ کفایت ہو، پس وہ اس پر صبر کرے۔ یہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹکی بجائی فرمایا: اس کی موت جلدی آجائے، اس پر رونے والیاں بھی کم ہوں اور اس کی وراثت بھی کم ہو۔

اسی سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دُوسرا ارشاد نقل کیا ہے کہ: میرے رَبّ نے مجھے پیشکش کی کہ وہ میرے لئے وادیٔ مکہ کو سونا بنادیں، میں نے عرض کیا: نہیں اے رَبّ! بلکہ میں ایک دن سیر ہوا کروں اور ایک دن بھوکا رہا کروں، پس جب بھوک ہو تو میری کے لئے تیرے سامنے گڑگڑاؤں اور تجھے یاد کروں، اور جب پیٹ بھر جائے تو تیرا شکر اور تیری حمد بجا لاؤں۔" (ترمذی ج:۲ ص:۵۸)

پہلی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام دوستوں میں سے اس مؤمن کو لائقِ رشک فرمایا جس میں یہ صفات پائی جائیں:-

۱:...اس کے ساتھ اہل وعیال کا زیادہ جھمیلا نہ ہو، نہ زیادہ کاروبار کا بکھیڑا ہو، بلکہ وہ ان چیزوں سے ہلکا پھلکا اور فارغ البال ہو، اس لئے کہ عموماً یہ چیزیں آدمی کو ایسا پھانس لیتی ہیں کہ اسے دِین ودُنیا کا کوئی ہوش نہیں رہتا، ہاں! کسی شخص کو اہل اللہ کی صحبت سے ایسی حالت نصیب ہوجائے کہ یہ سارے جھگڑے بکھیڑے بھی اس کے دامنِ دل کو نہ کھینچ سکیں، اور باہمہ اور بے ہمہ کی کیفیت پیدا ہوجائے، اہل وعیال کی مشغولی اسے یادِ خداوندی سے مانع نہ رہے، تو اس کا شمار بھی انہی خوش قسمت لوگوں میں ہوگا جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لائقِ رشک فرمایا ہے، بلکہ بعید نہیں کہ اس کا مرتبہ اور زیادہ بلند ہوجائے اس لئے کہ اجر بقدرِ مجاہدہ ملتا ہے، اور اس شخص کا مجاہدہ ہلکے پھلکے آدمی سے یقیناً بڑھ کر ہے، تاہم اگر کسی کے پاس اہل وعیال اور دُنیا کے مال کی قلت ہو تو اس پر افسوس اور حسرت کی ضرورت نہیں، بلکہ حق تعالیٰ صحیح بصیرت نصیب فرمائے تو بارشادِ نبوی یہ حالت لائقِ رشک ہے۔

۲:...اس مؤمن کی دُوسری لائقِ رشک ادا یہ ذکر فرمائی کہ اسے نماز میں راحت ولذت حاصل ہو، اور نماز کا ایک خاص حظ اور حصہ اس کو عطا کیا گیا ہو، اسی کے ساتھ اپنے رَبّ جل شانہٗ کی عبادت میں اسے احسان کا درجہ حاصل ہو، اور تنہائی میں جہاں اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ دیکھتا ہو، اپنے رَبّ تعالیٰ کی خوب عبادت وفرمانبرداری کرتا ہو، یہ صفت لائقِ رشک اس لئے ہے کہ یہی مقصودِ زیست اور مقصدِ زندگی ہے، اس دُنیا میں اس سے بڑھ کر نہ کوئی نعمت ہے، نہ لذت کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنی یاد اور اپنی اطاعت وعبادت کے لئے منتخب فرمالے۔

۳:...تیسری لائقِ رشک صفت یہ ارشاد فرمائی کہ وہ دُنیا میں گم نام ہو، نہ اس کے نام کی شہرت، نہ اس کی طرف نظریں اُٹھتی ہوں، نہ اُنگلیوں سے اشارے کئے جاتے ہوں، نہ محافل ومجالس میں اس کے لئے جگہ خالی کی جاتی ہو۔

عام لوگ شہرت وعزت کے خواہاں رہتے ہیں، اور اس کے لئے بڑی تگ ودو اور کوششیں کرتے ہیں، اور یہ چیز ایک مستقل دردِ سر اور عذاب بن کر رہ جاتی ہے، پھر دُنیوی شہرت ایسی چیز ہے کہ بہت ہی کم آدمی اس کی آفتوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں، اور پھر یہ ایسی لغو اور فضول چیز ہے کہ آخرت میں تو اس کا کیا نفع ہوتا، دُنیا میں بھی سوائے پریشانی اور فکر کے اس سے کچھ حاصل نہیں، ہاں! کسی کی قلبی صلاحیتیں ہی ماؤف ہوگئی ہوں، اور جس طرح خارشتی کو خارش میں لذت آتی ہے، وہ شہرت کے آفات ہی میں لذت محسوس کرے تو وہ بحث سے خارج ہے۔

یہاں یہ عرض کردینا بھی ضروری ہے کہ اگر کسی شخص کو اس کوشش وطلب کے بغیر حق تعالیٰ وہبی طور پر شہرت عطا کردیں اور اس کو مخلوق کی اصلاح وارشاد اور نفع رسانی کا ذریعہ بنادیں تو وہ مذموم نہیں۔ لیکن اس کے غوائل وآفات سے پھر بھی ڈرتے رہنا اور حق تعالیٰ شانہٗ سے حفاظت کی التجائیں کرتے رہنا ضروری ہے۔

۴:...آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لائقِ رشک مؤمن کے بارے میں تین باتیں اور ذکر فرمائیں، اوّل چٹکی بجاکر یوں فرمایا کہ اس کی موت جلدی آجائے۔ بعض حضرات نے اس کی تفسیر قلتِ عمر سے فرمائی ہے، کیونکہ عمر کم ہوگی تو دُنیا کے شر وفساد اور معصیت اور گناہ کے انبار سے محفوظ رہے گا، اور بعض حضرات نے اس کی تفسیر نزع کی آسانی سے فرمائی ہے، یعنی چونکہ اس کی رُوح دُنیا کی چیزوں میں اٹکی ہوئی نہیں ہے اور اس پر حق تعالیٰ شانہٗ کی ملاقات کے شوق اور دارالقرار کی منزل تک پہنچنے کا غلبہ ہے اس لئے اس کی رُوح جلدی نکل جاتی ہے، اور بعض حضرات نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ جس طرح زندگی میں اس کے اخراجات ومصارف کم تھے، اسی طرح اس کی موت کے مصارف بھی کم ہوں، اور کسی طمطراق کے بغیر جلد از جلد اسے سپردِ خاک کردیا جائے، اس ارشاد کا اگر پہلا مطلب لیا جائے یعنی عمر کا کم ہونا، تو یہ ہر شخص کے اعتبار سے نہیں، کیونکہ دُوسری احادیث میں طولِ عمر کو جب اس کے ساتھ حسنِ عمل بھی ہو، افضل فرمایا گیا ہے۔

(جاری ہے)

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

کوڑوں کی سزا کی ویڈیو فلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

جمعہ ۳/ اپریل ۲۰۰۹ء صبح سے دن بھر ہر جگہ وہ ویڈیو فلم اور فوٹیج زیر بحث رہی، جس میں ایک لڑکی کو کوڑوں کی سزا دینے کی منظر کشی کی گئی تھی، اس واقعہ کی تفصیلات کچھ یوں ہیں کہ جمعہ کو تقریباً تمام نجی ٹی وی چینلوں پر ایک لڑکی کو چار آدمی پکڑے کوڑے مارتے دکھائے گئے اور اسے سوات میں طالبان کی جانب سے زنا کی سزا اور حد جاری کرنے کا نام دیا گیا، چونکہ حقیقت حال کسی کو معلوم نہیں تھی کہ یہ فلم کب، کس نے، کیوں اور کن مقاصد کے لئے بنائی تھی؟ اور اس وقت اُسے کن مقاصد کے لئے جاری کیا گیا؟ تاہم چونکہ ایک خاتون کو الٹا لٹا کر، چار آدمیوں کی گرفت میں کوڑے برستے دکھائے گئے تھے، اس لئے ہر آدمی کا اس سے متاثر ہونا فطری امر تھا، لہٰذا دن بھر اس کو جواز بنا کر چہ میگوئیاں جاری رہیں، اور اس پر مثبت و منفی تنقید و تبصرہ کا بازار گرم رہا، دوسری طرف جو لوگ اسلام، اسلامی قوانین اور حدود و قصاص کو وحشیانہ سزائیں قرار دیتے ہیں، وہ اس ویڈیو اور فلم کو بنیاد بنا کر اسلام، اسلامی سزاؤں اور حدود و قصاص کے خلاف کھل کر نقد و تنقید کرتے رہے اور اپنے دل کی بھڑاس نکالتے رہے۔

اس سے اگلے روز ہفتہ ۴/ اپریل کو تمام اخبارات نے اس خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا اور موافق و مخالف تبصروں اور تجزیوں کو بھی اسی اہمیت سے جگہ دی، کچھ اخبارات نے مختلف حضرات کے فورم کرکے ان کے انٹرویو بھی نشر کئے اور اس سلسلہ کی تمام آراء کو قارئین تک پہنچانے کا انتظام کیا، اس موقع پر سیدھے سادے دین دار مسلمانوں کا کہنا تھا کہ قطع نظر اس کے کہ کوڑے زنا کی قرآنی اور شرعی سزا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح ایک خاتون پر سرِ عام اس کا نفاذ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر اس طرح سرِ عام اس کا نفاذ ہوسکتا ہے تو کیا اس کی تصویر اور فلم بنائی اور دکھائی جاسکتی ہے؟

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ بات اپنی جگہ طے ہے کہ شریعت مطہرہ نے زنا جیسے گھناؤنے جرم کی سزا بھی کڑی رکھی ہے، تاکہ معاشرہ اس غلاظت سے پاک وصاف ہوجائے، لہٰذا اگر شادی شدہ مرد اور عورت کا اقرار یا چار گواہوں سے زنا ثابت ہوجائے تو ان کو سنگسار کیا جائے گا، اور اگر مرد و عورت غیر شادی شدہ ہوں تو ان کو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

’’الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة ولا تأخذكم بهما رأفة في دين الله ان كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر وليشهد عذابهما طائفة من المؤمنين۔‘‘ (النور:۱)

ترجمہ:… ’’بدکاری کرنے والی عورت اور مرد، سو مارو ہر ایک کو دونوں میں سے سو سو درے، اور نہ آوے تم کو ان پر ترس، اللہ کے حکم چلانے میں، اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور دیکھیں ان کا مارنا کچھ لوگ مسلمان۔‘‘

اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جس طرح مجرم مردوں پر یہ سزا نافذ کی جائے گی ٹھیک اسی طرح اس کا اجرا ونفاذ خواتین پر بھی ہوگا۔

اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگرچہ شریعت مطہرہ نے یہ سزائیں مقرر کی ہیں، مگر اس اندیشے اور خطرہ کے پیش نظر کہ کہیں لوگ اس سزا کو بازیچۂ اطفال نہ بنادیں، یا مخالفین انہیں ایک دوسرے کے خلاف انتقامی کارروائی کے طور پر استعمال نہ کرنا شروع کردیں، اس لئے اجرائے حدود کے لئے زنا اور ثبوت زنا کے لئے کڑی شرطیں لگائی گئی ہیں، مثلاً:

جہاں دوسرے جرائم کے ثبوت کے لئے دو گواہوں کی شرط رکھی گئی ہے، وہاں ثبوت زنا کے لئے چار عادل مردوں کی گواہی کی شرط رکھی گئی ہے، اسی طرح یہ بھی کہ چاروں گواہ بیک زبان یہ گواہی دیں کہ ہم نے زنا کے عمل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس طرح دیکھا ہے جس طرح سلائی سرمہ دانی میں ہوتی ہے، اگر ان میں سے کوئی ایک گواہ بھی معیار شہادت سے ہٹا ہوا ہو یا مجمل گواہی دے یا ایسے الفاظ میں گواہی دے جس سے وقوع زنا کا تحقق نہ ہوسکے، تو نہ صرف یہ کہ ملزم پر زنا کی حد جاری نہیں ہوگی بلکہ الزام لگانے والوں پر تہمت کی سزا نافذ کی جائے گی۔

بایں ہمہ شریعت مطہرہ نے مسلمانوں کو تلقین کی ہے کہ جتنا ہوسکے حدود کو ساقط کرو اور یہ بھی کہ حدود شبہات کی بنا پر ساقط ہوجائیں گی۔

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ شریعت اور اسلام کی نگاہ میں زنا ناقابل برداشت جرم ہے، مگر اس کا یہ معنی بھی نہیں کہ جب اور جس کو چاہا اس پر حد زنا نافذ کردی بلکہ اس کے کچھ تقاضے اور شرائط ہیں، اگر وہ شرائط پوری نہ ہوں تو حد جاری نہ ہوگی۔

لہٰذا اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ قانونِ حدود کے نفاذ سے مقصود جرائم کی روک تھام، حدود کا ڈر، خوف اور عوام کے دلوں میں دہشت بٹھانا ہے، چنانچہ صدر اوّل اور خیر القرون میں جتنا اس طرح کے واقعات پیش آئے ہیں ان میں سے کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا، جس میں کسی پر گواہوں کی بنا پر حد جاری کی گئی ہو، بلکہ جس کسی پر حد جاری کی گئی ہے، اس نے خوف خدا، مواخذۂ آخرت اور اپنے آپ کو پاک کرنے کے جذبہ سے از خود حد جاری کرنے کی درخواست کی، چنانچہ حضرت ماعزؓ اور غامدیہؓ کا واقعہ اس کی زندہ مثالیں ہیں کہ باوجود بار بار اعراض، انکار اور واپس کرنے کے بھی وہ اپنے اقرار واعتراف پر مصر رہے، چنانچہ جب تک ان پر حد جاری نہیں کرلی گئی، ان کا اصرار برابر جاری رہا، جو در اصل ان کے خوف خدا اور فکر آخرت کی دلیل ہے، چنانچہ جب کچھ حضرات نے اجرائے حد کے بعد ان کے خلاف کچھ ایسے نامناسب الفاظ کہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ اہل مدینہ پر تقسیم کی جائے تو سب کی مغفرت ہوجائے اور کہیں فرمایا کہ میں نے اس کو جنت میں غوطے لگاتے دیکھا ہے۔

اس کے علاوہ شریعت مطہرہ نے جہاں ان حدود کے نفاذ کا حکم دیا ہے، وہاں ان کے اجرا کے لئے حضرات فقہائے کرام نے تفصیلات بھی طے فرمائی ہیں کہ مردوں اور عورتوں پر کس طرح حد نافذ کی جائے؟ چنانچہ علامہ علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی صاحب بدائع الصنائع، علامہ زین الدین ابن نجیم صاحب بحر الرائق اور امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر رازی نے اس سلسلہ کی تفصیلات ذکر کی ہیں، ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ:

’’ان سزاؤں کے سخت ہونے کے باوجود اس کے برتنے اور نافذ کرنے میں شریعت ایک گونہ سہولت اور رعایت سے کام لیتی ہے، چنانچہ کوڑوں کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ وہ گرہ دار نہ ہوں، ضرب متوسط درجہ کی ہو، نہ بہت ہلکی ہو اور نہ بہت سخت کہ جان کی ہلاکت کا خطرہ ہوجائے، شرم گاہ، چہرہ اور سر کے حصوں پر نہ مارا جائے کہ اس سے جسم کے پھٹنے اور کسی عضو کے معطل ہوجانے کا اندیشہ

ہے۔فقہانے کوڑوں کی ضرب کے لئے خاص طور پر موٹڈھوں، بازوؤں، پنڈلیوں اور پاؤں کا ذکر کیا ہے۔مریض پر صحت مند ہونے اور حاملہ پر ولادت اور مدت نفاس گزر جانے کے بعد کوڑوں کی سزا نافذ کی جائے گی، سخت گرمی اور سخت سردی میں کوڑے نہیں لگائے جائیں گے کہ اس میں جان جانے کا اندیشہ ہے، مردوں کو کھڑا کرکے اور عورتوں کو بٹھا کر کوڑے مارے جائیں۔''

(بدائع الصنائع ۷/۵۹، ۶۰، بحر الرائق ص:۱۰ ج:۵، تفسیر رازی ص:۱۴۵، ج:۲۳، قاموس الفقہ مولانا سیف اللہ رحمانی ص:۱۰۸، ج:۳)

اس کے علاوہ یہ بھی کہ عورت کو باندھا نہ جائے، اس کے ہاتھ کھلے چھوڑے جائیں، اس کو لٹایا نہ جائے اور اجرائے سزا کے وقت اس کے قریب خواتین ہوں وغیرہ وغیرہ اور اس کے اجرا و نفاذ کی مجاز بھی حکومت وقت ہوگی یا اس کا نمائندہ قاضی۔

ان تفصیلات کے بعد متعلقہ فلم اور ویڈیو کے بارہ میں عرض ہے کہ ہمارے خیال میں یہ فلم کسی اسلام دشمن نے اسلام، اسلامی سزاؤں اور حدود و قصاص کو بدنام کرنے کے لئے بنائی ہے۔نہیں معلوم کہ یہ کہاں تیار کی گئی ہے؟ اور کب تیار کی گئی ہے اور اس کو بنانے والے مسلمان ہیں یا مسلمانوں کی شکل بنا کر مسلمانوں کو بدنام کرنے والے؟ چنانچہ ۶ اور ۷/ اپریل ۲۰۰۹ء کے تمام اخبارات میں تقریباً متعلقہ علاقہ کے قاضی، کمشنر، خود متعلقہ خاتون اور اس کے شوہر کے علاوہ علاقہ کے لوگوں کا یہی کہنا ہے کہ یہ ویڈیو جعلی ہے۔

پھر اس ویڈیو فلم کا اس وقت اجرا جب کہ سوات اور شمالی علاقہ جات میں حکومت اور نفاذ شریعت کے ذمہ داروں کے درمیان نفاذ شریعت کا مسودہ صدر کے دستخطوں کا منتظر ہے، ہمارے خیال میں عوام کو ان قوانین سے بدظن کرنے اور صدر کو اس پر دستخط نہ کرنے کی طرف متوجہ کرنے کی سازش ہے۔

چنانچہ ملک بھر کے ارباب فکر و دانش نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا ہے کہ یہ ایک نامعلوم فلم اور ویڈیو ہے جو خالص منفی سوچ کو پروان چڑھانے، اسلامی سزاؤں اور اسلامی قانون کو نعوذ باللہ ظلم و بربریت کا داعی اور وحشی قانون باور کرانے کے لئے ترتیب دی گئی ہے۔

پھر این جی اوز اور نام نہاد خواتین کے خیر خواہوں کا اس قضیہ میں کود پڑنا اور واویلا کرنا، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کرنا بھی اسی کا غماض ہے، ورنہ اس سے قبل خواتین کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا جاتا رہا؟ حتیٰ کہ نصیر آباد بلوچستان میں چھ خواتین کو زندہ دفن کردیا گیا، سندھ میں تسلیمہ نامی ایک مظلومہ کو کتوں کے آگے پھینک کر بے دردی سے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اور قتل کیا گیا، ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر امریکی جیل میں انسانیت سوز مظالم کئے گئے، اس کے ساتھ زیادتی کی گئی، اس کو بے لباس کیا گیا، یہاں تک کہ وہ نیم پاگل ہوگئی اور اس کے جسم سے ہر وقت پیپ و خون رسنے لگا۔ جامعہ حفصہ کی سینکڑوں معصوم طالبات کو سفید فاسفورس سے جلایا گیا اور ساٹھ امریکی ڈرون حملوں میں ایک ہزار سے زائد مسلمان مرد، عورتوں اور بچوں کو شہید کیا گیا، اس وقت کسی کو انسانوں، مسلمانوں اور حوا کی بیٹیوں کا خیال کیوں نہ آیا؟ اس وقت ان کو عورت اور انسانی حقوق کیوں یاد نہیں آئے؟ اور اس وقت انسانیت کے ہمدرد کہاں تھے؟ اور اس وقت ان کی زبانیں کیوں گنگ تھیں؟ ایسا لگتا ہے کہ یہ سب کچھ کسی طے شدہ منصوبے کے تحت کیا گیا ہے تاکہ دین، مذہب، شریعت، اسلام، اسلامی قانون اور شرعی حدود سے لوگوں کو باغی کیا جائے۔

الغرض یہ سب کچھ اسلام، اسلامی آئین اور حدود و قصاص کو بدنام کرنے اور رائے عامہ کو اس کے خلاف ہموار کرنے اور مسلمانوں کو ان سے بدظن کرنے کی سازش ہے مسلمانوں کو اس سازش کا ادراک کرنا چاہئے اور ایسے تمام کرداروں کا کھوج لگا کر ان کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہئے۔آخر میں ہم اپنے سیدھے سادے مسلمانوں سے عرض کرنا چاہیں گے کہ قرآن و سنت اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود اور سزاؤں کو وحشی اور ظلم و بربریت کے نام سے یاد کرنے سے احتیاط کریں، اگر کسی نے ایسا کیا بھی ہے تو اس سے فی الفور توبہ کرے ورنہ ایمان جانے کا شدید اندیشہ ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس کی سمجھ نصیب فرمائے اور ان کے بڑوں کو استعماری کی چاپلوسی سے محفوظ فرمائے۔آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

آج کے ابو جهل!

انصار عباسی

گزشتہ دنوں سوات میں ایک لڑکی کو کوڑے مارنے کی ویڈیو جاری کر کے غیر مرئی طاقتوں کی جانب سے پاکستان کی سلامتی اور امن کے قیام کے خلاف ایک ایسی تحریک کا آغاز کر دیا گیا جس سے ملک میں انارکی اور افراتفری پھیلانے کی کوشش کے علاوہ مسلمانوں کے عقیدے کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ بغیر کسی مصدقہ اطلاع کے کہ یہ واقعہ کہاں ہوا، کب ہوا، کس کے حکم پر ہوا، کس جرم کی پاداش میں لڑکی کو کوڑے مارے گئے؟ دنیا بھر میں ایک شور برپا ہو گیا۔

اب تک لڑکی کے جرم کے بارے میں دس کہانیاں سامنے آ چکی ہیں اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ یہ چار ماہ سے ایک سال پہلے وقوع پذیر ہوا، ایک اور اطلاع کے مطابق یہ واقعہ سرے سے سوات میں ہوا ہی نہیں لیکن تنقید کا نشانہ ۲۶/جنوری ۲۰۰۹ء کو ہونے والا سوات میں امن معاہدہ ہے، بہت سے جاہلوں نے عورتوں کو سر عام کوڑے مارنے کی سزا کو بہیمانہ، وحشیانہ اور غیر انسانی قرار دے کر مسلمانوں کے عقیدے پر حملہ کیا جو امریکا اور دوسری اسلام دشمن قوتوں کا ایجنڈا ہے، حکومت اور سپریم کورٹ کی طرف سے واقعہ پر فوری نوٹس لیا جانا ایک قابل تحسین اقدام ہے تا کہ اگر اس عورت پر واقعی ظلم ہوا ہو تو ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دی جائے مگر عدالت عظمیٰ، حکومت، میڈیا اور دوسرے ذمہ دار کیا اس بات کا نوٹس بھی لیں گے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کی گئی سزاؤں کو بہیمانہ اور وحشیانہ کہنے کا کیا جواز تھا؟ دوسری طرف ایک پرانے واقعہ کو بنیاد بنا کر سوات میں جنوری ۲۶/جنوری کو ہونے والے امن معاہدہ کو سبوتاژ کرنا آیا کوئی بیرونی سازش کا نتیجہ تو نہیں؟ نظام عدل سے پہلے سوات میں جنگل کا قانون تھا اور حکومت کی کوئی رٹ نہیں تھی، ایسے حالات میں کچھ افراد کے متنازعہ عمل کی بنیاد پر امن معاہدے کو کیسے تنقید کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے، اسلام میں شرعی قوانین کے نفاذ کی ذمہ داری ریاست کی ہوتی ہے اور لوگوں کو یہ کھلی چھٹی نہیں دی جا سکتی کہ وہ اپنی مرضی کی شریعت نافذ کریں، اس اصول کی بنیاد پر ہی سوات میں نظام عدل کو پرکھا جانا چاہئے نہ کہ مغربی سوچ کی بنیاد پر جو جہاد اور شریعت کو دہشت گردی اور انتہا پسندی سے تعبیر کرے۔

ایسے گمراہ جاہلوں کے لئے جو اللہ کے قانون کے بارے میں یاوہ گوئی کرتے ہیں، ان کی اطلاع کے لئے سورۂ نور کی پہلی دو آیات کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> ”ایک سورۃ ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور اسے فرض کیا ہے اور اس میں کھلی روشن اور واضح آیات نازل کی ہیں تا کہ تم انہیں یاد رکھو، بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد ان دونوں کو سو سو کوڑے مارو اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان ہے تو اللہ کے دین کے معاملے میں تمہیں ان پر کوئی ترس نہیں آنا چاہئے اور ان کی سزا کے وقت مومنوں کی ایک جماعت سامنے موجود ہو۔“

اس سورۃ کی آیت نمبر ۴ کا اردو ترجمہ کچھ یوں ہے:

> ”جو لوگ پاکباز عورتوں پر الزام لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں تو انہیں اسی اسی درے لگاؤ اور آئندہ کے لئے ایسے الزام لگانے والوں کی شہادت بھی ہرگز قبول نہ کرنا کیونکہ یہ بُرے لوگ ہوتے ہیں۔“

ان آیات کو پڑھنے سے سب معاملہ واضح ہو جاتا ہے نہایت عام فہم اور سادہ انداز میں اللہ تعالیٰ نے بدکاری کے جرم پر حد نافذ کی اور ساتھ ہی شرائط بیان کر دیں، پہلی آیت مبارک میں مسلمانوں کو تاکید کی گئی اس حکم کے بارے میں جو آنے والی آیات میں دیا گیا تا کہ بدکاری کے جرم میں مرتکب افراد کی سزا کے بارے میں کوئی کنفیوژن نہ رہے۔ قرآن میں ایک اور جگہ شادی شدہ مرد اور عورت کے بدکاری کرنے پر رجم (یعنی سنگسار) کی حد نافذ کی گئی ہے۔ مغرب سے مغلوب طبقہ کے لئے یہ سزائیں نعوذ باللہ وحشیانہ ہو سکتی ہیں، مگر اسلام میں Outside marriage اجنبی مرد اور عورت کے درمیان جنسی تعلق کی کوئی گنجائش نہیں، اگر غیر قانونی اور غیر اسلامی جنسی تعلقات پر ایسی سزائیں نہ رکھی جائیں تو مغرب کی طرح ہمارا معاشرہ بھی جانوروں کا معاشرہ بن کر رہ جائے گا، دین میں لوگوں کو اس جرم کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کو سزا ملنے پر رحم اور ترس کھانے سے منع کیا گیا ہے، سر عام سزا دینے کا مقصد اس طرح کے جرائم کی روک تھام ہے، ہم نے یہ دیکھا کہ جب بھی اور جہاں بھی شریعت کا نفاذ ہوا، اسلامی سزاؤں کی وجہ سے جرائم میں واضح کمی ہوئی، کوئی ایمان والا یہ کیسے

سوچ سکتا ہے کہ ۷۰ ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرنے والا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے ظالمانہ سزائیں تجویز کرسکتا ہے؟ کیا ہمیں معلوم نہیں کہ سعودی عرب اور ایران جیسے اسلامی ممالک میں جرائم کی کمی کی وجہ کیا ہے؟ آیا جب ایران میں سر عام مجرموں کو چوک میں پھانسی دے کر دو تین دن کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے اور سعودی عرب میں قاتل اور دوسرے سنگین جرائم میں ملوث کرداروں کا سر عام سر قلم کیا جاتا ہے تو دنیا اس طرح چیختی ہے جس طرح ہمارے ہر معاملہ پر چیخا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں این جی اوز ڈالروں کی لالچ میں مغربی ایجنڈے کی پیروی کرتی ہیں، اسلام اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کے لئے ان این جی اوز کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے، کسے معلوم نہیں کہ مولانا صوفی محمد اور سرحد حکومت کے درمیان سوات میں قیام امن کے لئے کئے گئے نظام عدل معاہدے کے خلاف امریکا اور مغرب کے تحفظات ہیں، ان بیرونی قوتوں کی طرف سے پاکستان کے حکمرانوں پر مسلسل دباؤ ڈالا جارہا ہے کہ صدر آصف علی زرداری نظام عدل ایکٹ پر دستخط نہ کریں۔ اس ویڈیو کے جاری کرنے اور اس کے نتیجے میں اندرونی اور بیرونی دباؤ کی وجہ سے پہلے سے ہی ہچکچاہٹ کے شکار صدر زرداری اب سوات میں امن معاہدہ پر عملدرآمد کے لئے مزید تذبذب کا شکار ہوں گے۔ کاش اس ملک کا مغرب پسند طبقہ ذرا غور کرے کہ پچھلے ایک ڈیڑھ سال میں کس بے دردی سے معصوم لوگوں کا سوات میں قتل عام ہوا، سوات میں فوجی آپریشن ناکام رہا جبکہ حکومت کی رٹ مکمل طور پر ختم ہوچکی تھی، بچیوں کے اسکولوں کو تباہ کردیا گیا تھا اور مکمل دہشت کا قانون لاگو تھا، ایسے میں صوفی محمد کے ذریعے سوات کے امن کو واپس لانا، بچیوں کے اسکولوں کو دوبارہ کھلوانا، حکومت کی رٹ ایک بار پھر قائم کرنا اور سوات کے بازاروں اور کاروبار کی رونقوں کا واپس لوٹنا کیونکہ این جی اوز کو بُرا لگ رہا ہے، کیا یہ این جی اوز وادی سوات میں دوبارہ قتل و غارت اور تشدد پسند طالبان کی واپسی کے خواہاں ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ بیرونی طاقتوں کا آلہ کار بن کر یہاں کچھ لوگ ملک کو "Civil War" کی طرف دھکیل رہے ہیں؟

☆☆..........☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی خوشاب کے دورہ پر

خوشاب (عبدالستار تونسوی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تین روزہ تبلیغی دورہ پر خوشاب تشریف لائے، جہاں آپ نے خوشاب کی جامع مسجد صدیق اکبرؓ کے خطیب، مجاہد اور بزرگ عالم دین قاری سعید احمد اسعد اور ان کے فرزندان گرامی مولانا محمد عبداللہ، مولانا محمد جنید، مولانا محمد عاصم، مدرس قاری محمد شریف عنایت پوری سے ملاقات کی اور خوشاب میں مجلس کے کام کا جائزہ لیا۔

جوہر آباد میں تربیتی نشست سے خطاب

۲۳/فروری کو بعد نماز عشاء جامعۃ العلوم الشرعیہ میں منعقدہ علماء اور طلبا کی تربیتی نشست سے خطاب کیا، جس کی صدارت مقامی جماعت کے امیر قاری محمد اظہار الحسن محمود نے کی، تربیتی نشست میں سینکڑوں طلبا و علماء کرام نے شرکت کی۔ مولانا شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے علماء کرام کو ان کا فرض منصبی یاد دلایا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ تمام فرضوں سے بڑا فرض ہے۔ لہٰذا علماء کرام منبر اور محراب سے ہر جمعہ کم از کم دس منٹ قادیانیت کے فتنہ سے آگاہ کریں تو مسلمان اس فتنہ سے محفوظ ہوسکتے ہیں۔ ۲۴/فروری کو جمعیت علماء اسلام کے راہنما حکیم رشید احمد ربانی اور مولانا عبدالجبار، مفتی سکندر، قاری محمد اظہار الحسن محمود سے ملاقاتیں کیں اور جوہر آباد میں کام کی وسعت سے متعلق غور وخوض کیا گیا، مقامی مبلغ بھی ان کے ساتھ تھے۔

قائد آباد میں ختم نبوت کانفرنس

قائد آباد کی مسجد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت قاری عبدالصمد نے کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ایک منصوبہ بندی کے ساتھ ملک بھر میں گستاخی رسول کا ارتکاب کیا جارہا ہے، اکثر مقامات پر انتظامیہ گستاخانِ رسول کی سرپرست بنی ہوئی ہے، اگر انتظامیہ نے خاموش تماشائی اور گستاخانہ سرپرستی نہ چھوڑی تو ملک میں امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد رضوان نے خطاب کرتے ہوئے نوجوانوں سے کہا کہ وہ اپنی جوانیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وآبرو کے تحفظ کے لئے وقف کردیں تو وہ دنیا و آخرت میں انمول ہوسکتے ہیں۔ کانفرنس میں مجلس کے سابق امیر قاری محمد اسماعیل شہید کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا اور اصل قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا گیا۔ کانفرنس مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

مبلغین ختم نبوت جابہ میں

وادی سون سکسر میں جابہ تاریخی مقام ہے، جہاں قادیانیوں نے ''انخلہ'' کے نام سے گرمائی ہیڈ کوارٹر بنانا چاہا، درجنوں کمرے چھت تک پہنچ چکے تھے کہ مسلمانانِ علاقہ نے ''انخلہ'' کی اینٹ سے اینٹ بجادی، جبکہ قادیانیوں کے بالمقابل جامع مسجد ختم نبوت قائم کی گئی، جہاں ایک عرصہ تک حافظ محمد حیات انگویؒ خطیب وامام رہے، گزشتہ سال ان کا انتقال ہوگیا تو ان کے فرزند ارجمند مولانا حافظ محمد اسماعیل کو ان کا جانشین بنایا گیا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور راقم الحروف نے حافظ صاحب کے بیٹوں قاری محمد اسماعیل، حافظ محمد اسحٰق سے ملاقات کی اور حافظ صاحبؒ کی ترقیٔ درجات کی دعا کی۔

چاند پر نہ تھوکئے!

''میں بڑے مسلمان'' ان کے بارے میں شہادت دیتی ہے:

''حضرت مدنی ؒ جمعیت علماء ہند کے دفتر میں تشریف فرما تھے، نماز کا وقت ہونے پر خدام نے جماعت کے لئے نئی چٹائیاں بچھادیں۔ حضرت مدنی ؒ نے دیکھا تو فرمایا: ''ناظم اعلیٰ (مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ) نے بہت اچھا انتظام کیا ہے۔'' حاضرین سے کسی نے کہا: یہ ناظم اعلیٰ صاحب کا انتظام نہیں ہے بلکہ آپ کے خادم چوہدری عبدالرحمن نے (جو چٹائیاں فروخت کرتے ہیں) نماز کے لئے عقیدتاً نئی چٹائیاں بچھادی ہیں، یہ سن کر سیّد زادے کے چہرے کا رنگ فوراً متغیر ہوگیا، حکم فرمایا کہ: یہ چٹائیاں یہاں سے اٹھادی جائیں، خدام نے عرض کیا: حضرت! عبدالرحمن نے اپنی خوشی سے بچھائی ہیں، یہ سن کر نواسۂ رسولؐ بول اٹھا: نہیں! وہ انہیں فروخت کرتے وقت غیر مستعمل بتائے گا، حالانکہ یہ استعمال ہوچکی ہوں گی، یہ جھوٹ ہے اور یہ کب درست ہوسکتا ہے؟ یہ فرماکر اس مدنی شہزادے نے دفتر کی پرانی چٹائیوں پر نماز پڑھی۔''

''میں بڑے مسلمان'' مزید کہتی ہے:

''۱۹۲۳ء میں جب حضرت مدنی رحمہ اللہ کراچی جیل سے رہا ہوئے تو بنگال کونسل کے ایک ممبر نے کہا: چالیس ہزار روپے نقد اور ڈھاکا یونیورسٹی میں پانچ سو روپیہ ماہانہ کی پروفیسری کی پیشکش آپ کے لئے ہے، یہ سننا تھا کہ دنیاوی مال و دولت کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھنے والی صاحب غنا ذات صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم بیٹا بولا:

محمد قاسم مجاہد

کرنا کیا ہے؟ اس نے کہا: انگریز کے خلاف تحریکات میں حصہ نہ لیں، یہ سننا تھا کہ کفار مکہ کے سامنے نہ جھکنے والی عظیم شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نام لیوا نے کہا: ''میرے حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ مجھے جس راستے پر لگاگئے، اس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔''

اسی کتاب میں درج ہے:

حکومت مصر نے کہا کہ جامعہ ازہر میں شیخ الحدیث کی مسند آپ کے لئے خالی ہے، ایک ہزار روپے ماہوار مشاہرہ، مکان، گاڑی اور سال میں ایک بار ہندوستان آنے جانے کے کرائے کی پرتعیش مراعات بھی آپ کی منتظر ہیں، یہ سن کر احد پہاڑ کو سونے کا بنادینے سے انکار کرنے والے اور غریبوں کے ساتھ جینے مرنے اور دوبارہ اٹھنے کی آرزو کرنے والے شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غریب فرزند ارجمند نے صاف انکار کردیا اور ''دیوبند'' کی معمولی تنخواہ پر تاحیات قناعت کی۔

مؤلف ''شاہراہ پاکستان'' اور محمد علی جناح مرحوم کے معتمد خاص چوہدری خلیق الزمان ان کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''الیکشن کے سلسلے میں ایک خط مسلم لیگ کے ہاتھ لگ گیا، جو پنڈت جواہر لعل نہرو نے رفیع احمد کو لکھا تھا اور اس میں حضرت مدنی (رحمہ اللہ) کو روپے دینے کا ذکر تھا، مسلم لیگ نے اس خط کو خوب اچھالا تاکہ عوام ان سے بدظن ہوجائے اور سمجھ لے کر جمعیت علماء ہند جس امیدوار (نثار احمد شیروانی) کی حمایت کررہی ہے، وہ کانگریسی نمائندہ ہے، یہاں تک تو بات درست ہے، لیکن یہ بات کہ حضرت مدنی نے پیسہ لیا ہے، غلط ہے کیونکہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جب بھی میں نے انتخابات کے دورے وغیرہ کے سلسلے میں ان کو پیسے دیئے تو انہوں نے ایک ایک پیسے کا حساب مجھے دیا اور بقایا رقم واپس بھی کردی، اس لئے میرا خیال ہے کہ ان کے بارے میں جو پیسے لینے کا ذکر ہے وہ انہیں الیکشن کے مصارف میں دیا گیا ہوگا۔'' (ص:۱۳۳)

''میں بڑے مسلمان'' مفتی اعظم ہند ؒ کے بارے میں کہتی ہے:

''۱۹۳۰ء کی سول نافرمانی کے موقع پر جمعیت علماء ہند پر ایسا وقت آیا کہ فنڈ بالکل بھی نہ تھا، اس وقت موتی لال نہرو

نے مفتی صاحب کو پیغام بھجوایا: مولانا مالی تنگی کی بنا پر انگریز کے خلاف اپنی تحریک ختم نہ کریں، لاکھ دو لاکھ روپے کوئی بڑی رقم نہیں، میں بھجوا رہا ہوں۔"

ایسے عالم میں مفتی صاحب رحمہ اللہ کے سیکریٹری مولانا احمد سعید دہلوی رحمہ اللہ نے بھی پیسہ قبول کرنے کا عندیہ دیا، مگر صرف اللہ سے اجر کی لو لگانے والے انبیاء کرام علیہم السلام کے اس وارث نے یہ کہتے ہوئے لاکھوں روپے کی پیشکش کو ٹھکرا دیا: "ہم نے انگریز کے خلاف تحریک نہرو یا کانگریس کی بنا پر شروع نہیں کی، وطن کو چھوڑانا ہمارا مذہبی فریضہ ہے، اگر ہم اپنی جماعت کو نہ چلا سکے تو دفتر بند کر دیں گے۔"

یہ کتاب ان کے بارے میں مزید رطب اللسان ہے:

"جب آپ مدرسہ امینیہ میں تھے تو آپ کی تنخواہ چالیس روپے سے زائد نہ تھی اس وقت مدرسہ عالیہ کلکتہ میں آپ کو پانچ سو روپے ماہوار تدریس کی پیشکش ہوئی مگر علوم نبوت کے اس عظیم وارث نے یہ کہہ کر منع فرما دیا: وہاں مجھے ضمیر کی آزادی نہیں ملے گی اور یہ بات دین کی خدمت میں رکاوٹ ہے۔"

اسی کتاب کے صفحات گواہ ہیں کہ:

"حکومت برطانیہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے تحریک آزادی میں حصہ لینے اور تحریک آزادی کی ترقی پر بہت چیں بجبیں ہوئی، مفتی صاحبؒ کو اس تحریک سے دور کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی، آخر کار وائسرائے کونسل کے ایک ممبر میاں سر فضل حسین نے آپ سے کہا: حکومت برطانیہ آپ کو مدرسہ صفدر جنگ کی شاہی عمارت اور اس کے ساتھ کا میدان بطور ہدیہ دینا چاہتی ہے اور یہ خاص آپ کی ملکیت ہوگی، لیکن اس کے لئے شرط صرف اتنی ہے کہ آپ انگریز کے خلاف تحریک سے علیحدہ ہو جائیں اور خاموشی اختیار کر لیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ ہماری حمایت کریں بلکہ حمایت نہ کریں تو کم از کم مخالفت بھی نہ کریں۔"

اس کے جواب میں فرمایا:

"میرا تحریکِ آزادی میں شریک ہونا کسی ذاتی منفعت کے لئے نہیں ہے، آپ کا شکریہ، کوئی لالچ میرے ضمیر کا گلا نہیں گھونٹ سکتا۔"

مذکورہ بالا چند واقعات آپ حضرات کی خدمت میں پیش کئے ہیں، جن میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ اور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے شاندار ماضی کی جھلکیاں ہیں، یہ چند واقعات علمائے دیوبند کے صاف شفاف دامن، لالچ سے پاک دل اور مال و دولت سے مستغنی ہونے کو بیان کر رہے ہیں، یہ تو چند موتی ہیں جو علومِ نبوت کے ورثاء کی "کانوں" سے دریافت ہوئے ہیں اگر علمائے دیوبند کے شاندار ماضی سے واقفیت مطلوب ہو تو "بیس بڑے مسلمان" اور "علمائے ہند کا شاندار ماضی" جیسی کتب سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

محترم قارئین! ان واقعات کو یہاں بیان کرنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ ہم لوگ اپنے اردگرد کے مفاد پرستوں اور چڑھتے سورج کے پجاریوں کی شرارتوں سے محفوظ رہ سکیں۔

آپ کے علم میں یقیناً ہوگا کہ ایک کالم نگار نے حضرت مدنیؒ اور مفتی اعظم ہندؒ پر مسلم لیگ میں شمولیت کے لئے پچاس ہزار روپے قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم سے طلب کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔ تحریک آزادی کے عظیم ہیرو، انگریز کے خلاف بغاوت کے الزام میں کالے پانی میں پانچ سال قید کاٹنے والے اور برصغیر پاک و ہند میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے مسجد نبوی میں مسند حدیث کی قربانی دینے والے عظیم المرتبت حضرات کو پاکستان کا مخالف قرار دیتے ہیں اور ان پر طرح طرح کے جھوٹے الزامات لگاتے ہیں۔

علامہ اقبالؒ کے حضرت مدنیؒ کے خلاف کہے گئے غلط فہمی پر مبنی اشعار کے بارے میں اخبار "احسان" لاہور۔ (مورخہ ۲۸/مارچ ۱۹۳۸ء) میں علامہ کا تردیدی بیان بعنوان "قومیت و وطنیت کے مسئلہ پر ایک علمی بحث کا خوشگوار خاتمہ" شائع ہو چکا ہے، جس میں علامہ اقبالؒ نے اپنے اشعار سے رجوع کرتے ہوئے حضرت مدنیؒ کے عقیدت مندوں سے کہا کہ:

"یقین دلاتا ہوں کہ مولانا مدنیؒ کی حمیت دینی کے احترام میں، میں ان کے کسی عقیدت مند سے پیچھے نہیں ہوں۔"

(اقبال کے ممدوح علماء ۸۲،۸۷)

جو لوگ حضرت مدنیؒ پر تحریک پاکستان کے مخالف ہونے کا الزام دھرتے ہیں، انہوں نے یقیناً جمعیت علماء ہند کے ترجمان رسالے "الجمعیۃ" دہلی کا ۱۵/فروری ۱۹۵۸ء کو شائع ہونے والا "شیخ الاسلام" نمبر نہیں پڑھا، جس کے صفحہ ۷۱ پر ایک سوال کے جواب میں حضرت مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"مسجد جب تک نہ بنے اس وقت تک اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن جب وہ بن گئی تو وہ مسجد ہے۔"

یعنی مسجد بننے کے بعد ہر مسلمان پر اس کی

حفاظت کی ذمہ داری ہے اور اس کو قائم و دائم رہنا چاہئے کاش یہ "میر صاحب" "مسلم لیگ پنجاب کے صدر چوہدری رحمت علی علوی مرحوم کی کتاب "قائد اعظم انگلستان سے پاکستان تک" کے صفحہ ۱۵۲ کو بغور دیکھ لیں جس میں یہ شہادت موجود ہے کہ حضرت مدنیؒ نے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو اپنے مکتوب گرامی میں لکھا ہے:

"پاکستان ایک اسلامی ریاست کی حیثیت سے معرض وجود میں آچکا ہے، اب یہ مسجد کے درجہ میں ہے، اس کی حفاظت ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔"

جو لوگ چالیس ہزار روپے نقد اور ڈھاکا یونیورسٹی میں پانچ سو ماہوار کی نوکری ٹھکرا دیں، جو لوگ حکومت مصر کی جامعہ ازہر میں شیخ الحدیث کے منصب کی پیشکش مع مراعات کو لات ماردیں، جو لوگ نہرو کے دو لاکھ روپوں کو جوتے کی نوک پر رکھیں، پانچ سو روپے ماہوار پر چالیس روپے کی تنخواہ کو ترجیح دیں، اور فنڈ نہ ہونے پر اپنا دفتر بند کرنے پر تیار ہوجائیں لیکن کانگریس سے پیسہ نہ لیں، ان کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ پچاس ہزار روپوں کے بھوکے تھے، انہوں نے مسلم لیگ میں شمولیت کے لئے محمد علی جناح مرحوم سے پیسے مانگے تھے؟ کہاں کا انصاف ہے؟

موجودہ علماء کو حضرت مدنیؒ کے بجائے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے نقش قدم پر چلنے کا مشورہ دینے والے کیا علمائے دیوبند میں تفریق کرنا چاہتے ہیں؟ یاد رکھیں ان دونوں حضرات کا مشن کل بھی ایک تھا اور ان کے راستے پر چلنے والے آج بھی ایک ہیں، جہاں حضرت مدنیؒ انگریز کو ہندوستان سے نکال کر اسلامی نظام کے نفاذ کے داعی تھے تو علامہ عثمانیؒ کا نعرہ بھی "اسلامی نظام کا نفاذ" تھا، ان کے راستے ہرگز جدا نہ تھے، جہتیں مختلف تھیں راستے الگ نہ تھے۔

تحریک پاکستان کے مخلص راہنماؤں کے یہ چند واقعات پڑھ لیں تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ علامہ عثمانیؒ کا طریق کیا تھا اور مسلم لیگ کی وعدہ خلافی پر ان حضرات کا ردعمل کیا ہوا؟ پھر یقیناً یہ لوگ مولانا فضل الرحمٰن کو علامہ عثمانیؒ کے طریق پر چلنے کا مشورہ دینے سے بھی رجوع کرلیں گے اور اپنے اس مطالبے سے بھی دستبردار ہوجائیں گے۔

مسلم لیگ کے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے وعدے کی خلاف ورزی پر تحریک پاکستان کے عظیم راہنما یکے از بانیانِ پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے ڈھاکا میں اربابِ اقتدار کو مخاطب کرکے للکارا اور فرمایا:

"خواہ اربابِ اختیار ہمارے ساتھ کچھ بھی برتاؤ کریں، ہم اس کوشش سے کبھی دستبردار نہیں ہوسکتے کہ مملکت اسلامیہ پاکستان میں اسلام کا وہ دستور وآئین اور وہ نظام حکومت تشکیل دیا جائے، جس کی رو سے اس بات کا موثر انتظام کیا جائے کہ مسلم قوم اپنی زندگی اسلام کے انفرادی اور اجتماعی تقاضوں اور اسلامی تعلیمات کے مطابق جو قرآن وسنت سے ثابت ہوں، مرتب ومنظم کرسکے۔"

(تجلیات عثمانی، ص:۲۰۳)

مسلم لیگ کے لیڈر مولانا محمد اسماعیل ذبیح نے اپنے ایک مضمون میں یوں افسوس کا اظہار فرمایا:

"یہی وہ مایوسیاں ہیں جن کی بنا پر میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے کہ میں نے مسلمانان ہند کے ساتھ دھوکا کیا ہے، یہ وہ پاکستان نہیں جس کے لئے برصغیر کے مسلمانوں نے بے مثال قربانیاں دے کر اپنا ملک بنایا۔" (نوائے وقت ۱۹۹۲ء)

مفتی اعظم پاکستان یکے از بانیان پاکستان اور تحریک پاکستان کے عظیم راہنما حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اپنی شہرہ آفاق تفسیر معارف القرآن کے ابتدائیے میں تاسف ورنج میں یوں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں:

"ہم نے حضرت اقدس (حضرت تھانویؒ) تک کے سابقہ ایماء اور موجودہ اکابر کے ارشاد پر تحریک پاکستان میں حصہ لیا، دو سال کے شب و روز اس جدوجہد میں صرف ہوئے، مدراس سے پشاور تک اور مغرب میں کراچی تک پورے ملک کے دورے کئے، اپنے وطن اصلی دارالعلوم دیوبند سے استعفیٰ دیا، والدہ محترمہ، اکثر اولاد اور سب عزیزوں کو چھوڑ کر یہ دل گداز منظر اپنی نظروں میں سمائے ہوئے ایک غریب الوطن ہونے کی حیثیت سے پاکستان ہجرت کی، ایک نئی اسلامی حکومت کے وجود اور اس میں دینی رجحانات کے بروئے کار آنے کی خوش کن امیدوں کے ملے جلے تصورات میں غلطاں و پیچاں پاکستان آئے۔ یہاں آئے ہوئے اس وقت پندرہ سال اور تین ماہ اوپر ہورہے ہیں، اس دوران کیا کیا دیکھا؟ اس کی سرگزشت بہت طویل ہے، اور یہ مقام اس کے لکھنے کا نہیں، جن مقاصد کے لئے پاکستان محبوب ومطلوب تھا اور اس کے لئے سب کچھ قربان کیا تھا، حکومتوں کے انقلابات نے ان کی حیثیت ایک لذیذ خواب سے زیادہ باقی نہ چھوڑی۔"

(معارف القرآن، ج:۱، ابتدائیہ)

☆☆.....☆.....☆☆

الحاد و زندقہ کا نیا انداز!

یعنی: روپ محمد نامی ویب سائٹ بنانے اور چلانے والے ڈاکٹر کیپٹن ضیاء اللہ خان کے الحادی عقائد ونظریات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

چند دن قبل روزنامہ امت کراچی کے کالم نگار جناب کاشف حفیظ صاحب ہمارے دوست جناب الحاج خورشید احمد صاحب کی معیت میں دفتر ختم نبوت تشریف لائے، علیک سلیک، تعارف اور ابتدائی بات چیت کے بعد انہوں نے اپنی تخلیقات کا سیٹ عنایت فرمایا، ملکی و بین الاقوامی حالات، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں اور سیدھے سادے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوششوں اور خفیہ تدبیروں پر بات چل نکلی تو انہوں نے ایک ویزیٹنگ کارڈ اور مطبوعہ پرچہ بنام "کلا فنک کما لک" آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا: کہ میرے بڑے بھائی صاحب ڈاکٹر ہیں، ان کی کلینک پر ایک صاحب آئے اور انہوں نے اپنا تعارفی کارڈ اور یہ پرچہ دے کر کہا کہ میں ڈاکٹر کیپٹن محمد ضیا اللہ خان شفا کلینک کے نام سے فیب میڈیکل کمپلکس چیچل گارڈن ابوالحسن اصفہانی روڈ کراچی میں مطب کرتا ہوں، یہ میرا کارڈ ہے، اس کے ساتھ ہی کہا کہ نبیل میرا بیٹا ہے جو پیدائشی طور پر جسمانی معذور اور خود سے چلنے، پھرنے، اور کھانے پینے سے قاصر ہے اور اس پر گاہ بگاہ دورہ کی کیفیت طاری ہوتی ہے، اس پر جب دورہ کی کیفیت ہوتی ہے تو وہ عجیب وغریب باتیں کرتا ہے، ان میں سے چند ایک اس پرچہ میں درج ہیں۔

جناب کاشف حفیظ صاحب نے بتلایا کہ میرے بھائی صاحب نے پرچہ پڑھا تو پریشان ہوگئے، گھر آکر انہوں نے یہ پرچہ اور ویزیٹنگ کارڈ مجھے تھماتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو یہ کون آدمی ہے؟ اس کے کیا عقائد ونظریات ہیں؟ اور یہ کیا کہنا چاہتا ہے؟ جب تک کاشف حفیظ صاحب اس کارڈ اور پرچہ کا پس

مولانا سعید احمد جلال پوری

منظر بتاتے رہے، میں اس پرچہ کو پڑھتا رہا، اُدھر ان کی بات پوری ہوئی اِدھر میں نے وہ پورا پرچہ پڑھ لیا بلکہ اس کی تمام قابل اعتراض باتوں کو انڈر لائن کرتے ہوئے عرض کیا: ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص قادیانی ہے اور قادیانی عقائد ونظریات کا داعی، مناد اور پرچارک ہے۔ البتہ اس نے قادیانی عقائد ونظریات کے زہر کو ہلکا کرنے، ان سے نفرت، بیزاری اور توحش کو کم کرنے، سیدھے سادے مسلمانوں کو دھوکا دینے اور انہیں گمراہ کرنے کے لئے کسی قدر جدید، انوکھی اور نئی شکل اپنانے کی کوشش ہے۔

راقم نے ابھی تک اس پرچہ پر کچھ لکھنا شروع نہیں کیا تھا کہ دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی جانب سے اس پرچہ میں درج کلام اور اس کی ویب سائٹ سے ماخوذ پرنٹ پر مشتمل کئی صفحات کا پلندہ بھیج کر اس کی طرف متوجہ کیا گیا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ اور اس کے عقائد ونظریات کیا ہیں؟ چنانچہ اس پلندہ کو دیکھا، تو اس میں، اردو کے علاوہ انگلش میں بھی قادیانی عقائد ونظریات کی تبلیغ پر مشتمل خاصا مواد تھا، اسی طرح اسی ویب سائٹ سے ایک اور مواد بھی ملا جس میں "مہدی کون؟" کے عنوان سے منتشر انداز میں وہ سب کچھ درج تھا جو "کلا فنک کما لک" کے اندر یکجا اور مرتب انداز میں تھا، خاص طور پر اس میں: "اگر یہ کلام الٰہی نہیں تو اور کیا ہے؟" بہت ہی خطرناک اور بدبودار مواد ہے۔

اس پلندہ کی خواندگی ابھی مکمل نہیں کی تھی کہ جامعہ درویشیہ سندھی مسلم سوسائٹی کراچی کے مدیر جناب مولانا لیاقت علی شاہ صاحب تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میرے پاس ایک صاحب کسی مجہول شخص کی جانب سے ایک پرچہ لائے اور اس میں درج غلیظ کلمات کو دیکھ کر میں نے اس پرچہ میں دی گئی ویب سائٹ پر جا کر اس کے بارہ میں معلومات شروع کیں تو وہ شخص مجھے قادیانی لگا، کیونکہ اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے بدبودار عقائد ونظریات کی بھرمار تھی، چنانچہ میں نے اس کا پرنٹ اور عکس لینا چاہا تو اس پر ایسا کوڈ لگا ہوا تھا کہ اس کو پڑھا تو جا سکتا تھا مگر اس کا فوٹو لینا مشکل تھا، لہٰذا میں نے ایک کمپیوٹر ماہر سے رجوع کر کے اس فائل میں سے چند اقتباسات کے فوٹو لے کر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

کراچی کے دارالافتاء بھجوائے ہیں، یقیناً آپ تک بھی اس کی اطلاع پہنچی ہوگی، میں نے عرض کیا جی ہاں وہ سارا پلندہ مجھ تک پہنچ چکا ہے، اس پر انہوں نے بتلایا کہ جب میں اس ویب سائٹ پر گیا تو اندازہ ہوا کہ یہ شخص سیدھے سادے مسلمانوں اور بھولے بھالے نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لئے ایک معذور بچے کے نام سے دھوکا دے رہا ہے اور قادیانی عقائد ونظریات کو عجیب وغریب انداز سے مسلمانوں کے دل ودماغ میں اتارنے کی ناپاک کوشش کررہا ہے۔

یہ بھی انہوں نے بتلایا کہ کمپیوٹر پر چیٹنگ کرنے والے نوجوان جب اس ویب سائٹ کی ویزٹ کرتے ہیں اور اس ویب سائٹ کو چلانے والے ڈاکٹر کیپٹن ضیاء اللہ سے بات چیت کرتے ہیں، تو وہ ان کو معذور بچے کے دورہ کی کیفیت کے نام سے ان عقائد ونظریات کو کراماتی اور معجزاتی انداز میں پیش کرکے ان کو سچا ماننے اور ان پر ایمان لانے کی تلقین کرتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی ویب سائٹ کی ویزٹ کرنے والوں سے اپنی ویب سائٹ اور ان عقائد ونظریات کے بارہ میں رائے بھی مانگتا ہے، چنانچہ ناواقف ولاعلم نوجوان بعض اوقات سادگی کی بنا پر اس کے بارہ میں اچھے تاثرات کا اظہار کردیتے ہیں تو وہ اس کو اپنی حقانیت وصداقت کی دلیل قرار دیتے ہوئے اسے بھی ویب سائٹ کا حصہ قرار دیتا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس پرچہ اور اس کی ویب سائٹ کے فوٹو میں موجود عقائد ونظریات اور اس کے ذمہ دار کے عقائد ونظریات کے بارہ میں کسی قدر تفصیل سے عرض کردیا جائے:

اس سے پہلے کہ اس معذور بچے کی آڑ میں ”روپ محمد“ نامی ویب سائٹ اور ”کلامک کمالک“ نامی پرچہ میں درج عقائد ونظریات کا تجزیہ کیا جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر ضیاء اللہ نے اپنے معذور بیٹے نبیل اور اپنے تعارف کے بارہ میں جو کچھ لکھا ہے، ذیل میں اس کا خلاصہ انہیں کے الفاظ میں درج کردیا جائے، لیجئے پڑھئے اور سر دھنئے:

”تعارف:... میں وہ تمام تفصیلات پیش کررہا ہوں کہ کس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں دوبارہ تشریف آوری ممکن ہوئی اور کس طرح اللہ کے پیغامات آنا شروع ہوئے...... میں ان پیغامات میں کسی قسم کی ردوبدل کا اختیار نہیں رکھتا، البتہ مجھے یہ اجازت دی گئی ہے کہ میں وقتی طور پر کوئی بات مخفی رکھ سکتا ہوں...... یہ تمام واقعات میرے بیٹے نبیل کی وجہ سے ہوئے ہیں جو معذور اور بے شک معصوم ہے...... سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دوبارہ اس دنیا میں تشریف آوری کیسے ہوئی یہ ایک لمبی داستان ہے، جس کو میں نے مختصراً تحریر کیا ہے اور کلام پاک کو ”کلامک کمالک“ کا عنوان دیا ہے، کیونکہ اصل کلام پاک میں اعراب اور نقطے نہیں ہوتے، اس لئے اس کو سمجھنے میں بہت مشکل پیش آتی ہے۔

اسباب:... ۱۲/اگست ۱۹۹۲ء کا دن تھا...... میرے دوسرے بیٹے نے اس دنیا میں اپنا پہلا قدم رکھا اس کا نام نبیل تجویز کیا گیا، سانولی رنگت معمولی شکل وصورت کے حامل اس بچے میں سوائے دو بڑی پرکشش آنکھوں کے اور کوئی خاص بات نہ تھی...... ہم نے محسوس کیا کہ نبیل کو دودھ پینے اور سانس لینے میں دقت ہوتی ہے...... چیک اپ کرانے پر معلوم ہوا کہ گلے کے غدود بڑھے ہوئے ہیں، آپریشن ضروری تھا جس کے بعد نبیل کو اس مصیبت سے چھٹکارا ملا...... جب نبیل ایک سال کا ہوا تو اس کو کھڑا ہونے میں مشکل پیش آنے لگی، اول تو وہ کھڑا ہونے کی کوشش ہی نہ کرتا اور اگر کرتا تو گر جاتا، جس کی وجہ ٹانگوں کی کمزوری سمجھی گئی اس لئے اسے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں کئی سال لگ گئے، اب کھڑا ہونا ممکن ہوا تو توازن برقرار رکھنا ممکن نہ تھا، گرنا اور چوٹ لگنا اب روز کا معمول بن گیا اور ہر وقت کا رونا نبیل کا مقدر...... میں نے اس دور کے مشہور و معروف بزرگوں کے آستانوں پر حاضری دینا شروع کی...... کسی مہربان نے مجھے شاہ عقیق کے مزار پر جانے کو کہا...... عیدالفطر کی چھٹیوں میں ۲۰۰۲ء میں وہاں جانے کا فیصلہ کیا...... ہر ماہ باقاعدگی سے حاضری دینا شروع کی...... البتہ ایک بار انوکھا واقعہ ہمارے ساتھ ضرور پیش آیا، جسے شاید معجزے کے زمرے میں لیا جاسکے...... نبیل نے بے خیالی میں اپنے ایک ہاتھ کی انگلی دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر رگڑی کہ اچانک اس کے کانوں میں حضرت شاہ عقیق کی آواز آئی جو نبیل سے مخاطب تھے، اس نے دوبارہ انگلی رگڑی تو اس بار حضرت شاہ عقیق کے بڑے بھائی حضرت شاہ موسیٰ مخاطب تھے، نبیل نے اپنے چہرے پر حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ مجھے بتایا کہ میں اپنی انگلی کو ہتھیلی پر رگڑنے سے کسی بھی صوفی بزرگ سے بات کرسکتا ہوں، یہ تو میرا ٹیلی فون ہے وہ خوشی سے چلایا، مجھے تجسس پیدا ہوا میں نے نبیل سے

کہا کہ ذرا دوبارہ ویسا کرو، اس نے وہی عمل دہرایا، اس بار حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے نبیل سے بات کی...... ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی جب سرور کائنات، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیل سے بات کی...... آخری چند مہینوں میں میں نے نبیل میں ایک اور بات محسوس کی اور وہ یہ تھی کہ اس نے مجھے بتایا کہ مجھے عجیب آوازیں سنائی دیتی ہیں جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا، بقول اس کے کوئی میرا نام لے کر مجھے بلاتا ہے...... یہ آوازیں وقتاً فوقتاً آتی رہیں اور آج تک آتی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ وقفہ زیادہ ہوگیا ہے لیکن دورانیہ بڑھ گیا ہے، نبیل بھی اس آواز سے مانوس ہو چکا ہے اور یہ آواز اب ہمارے لئے بھی راز نہیں رہی...... حیرت کی بات یہ تھی کہ نبیل سارا دن بالکل نارمل رہتا...... رات کے بارہ بجے نبیل کی طبیعت بگڑنا شروع ہوجاتی، جس کا دورانیہ دو گھنٹہ ہی ہوتا...... غوث پاک ہمارے ساتھ تقریباً دو ماہ تک رہے...... ہمیں یقین نہ آتا تھا کہ ایک شخص جو انتہائی مہلک بیماری میں مبتلا ہو وہ نہ صرف صحت یاب ہوگا بلکہ اسے خاص مقام بھی حاصل ہوگا ایسا کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟...... اس کے باوجود مجھے یقین نہ تھا کہ میرا بیٹا اس موذی مرض سے چھٹکارا پالے گا، غوث پاک بھی صرف اردو میں بات کرتے، آپ برابر آتے رہے اور ہم ان سے مختلف موضوعات پر باتیں کرتے...... سب سے پہلے نبیل کے بدن میں بے چینی شروع ہوتی پھر اس کے بدن کو کوئی ان دیکھی طاقت جھٹکے دیتی اور آخر میں الٹیاں کرائی جاتیں، الٹیوں کی خاص بات یہ تھی کہ جتنی کی جاتیں اتنی ہی کرائی جاتیں نہ کم نہ زیادہ...... نبیل کو شاید اندرونی و بیرونی طور پر پاک کرنے کا انتظام ہو رہا تھا...... ان معاملات میں ایک خوبصورت موڑ اس وقت آیا جب ایک دن غوث پاک نے ہمیں یہ کہہ کر حیرت میں ڈال دیا کہ ابھی کچھ ہی دیر میں سرور کائنات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں...... آقا دو جہاں محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آج وہ اللہ کی محبوب ہستی ہمارے درمیان موجود تھی...... یہ اللہ کا معجزہ تھا جو ہماری نظروں کے سامنے رونما ہو رہا تھا...... ۱۷/ رمضان المبارک غالباً ۱۲/ نومبر ۲۰۰۳ء کی رات تھی...... اب میں یہ بات فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ مجھ گناہگار کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں سالہا سال رہنے کا شرف حاصل ہوا...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی برابر تشریف لا رہے ہیں، آپؐ کے آنے کے بعد ہمارے رہن سہن میں بہت سی تبدیلیاں آگئی ہیں، ہم گھر والوں پر کئی پابندیاں عائد ہوچکی ہیں...... ان ہی دنوں میں نبیل کی عبادات کا آغاز ہوا جس میں روزے، نماز، تلاوت قرآن پاک اور تسبیحات وغیرہ شامل ہیں...... نبیل کو قرآن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا...... بہت سے لوگوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، سب لوگ بے حد متاثر ہوئے اور اس معاملے کی سچائی کی گواہی دی...... علمائے دین سے مشورہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ اس نہایت ہی اہم معاملے کا کوئی حل تلاش کیا جاسکے، چنانچہ میں بالترتیب علامہ حسن حقانی، مفتی منیب الرحمٰن اور مفتی اطہر نعیمی سے ملا...... انہیں اس معاملے سے کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی میری بات سننے کا ان کے پاس وقت تھا، ہم باپ بیٹوں کے ساتھ ان کا رویہ بہت توہین آمیز تھا، اس لئے ان کے کوچے سے ہمیں بے آبرو ہوکر نکلنا پڑا اور ایسے بدمزاج اور بداخلاق علماء سے مل کر میرے اعتماد کو بہت ٹھیس پہنچی جن کی ہم اندھی تقلید کرتے تھے پہلے ان علماء کے متعلق بہت اچھے نظریات رکھتا تھا لیکن ملاقات کے بعد میرا نظریہ یکسر تبدیل ہوچکا تھا...... انہوں نے مجھے موقع ہی نہ دیا کہ میں انہیں بتاتا کہ نبیل کے پاس بہت اہم پیغامات ہیں جو ہمیں کسی بھی قیمت پر لوگوں تک پہنچانے ہیں...... لیکن یہاں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نیا روپ دیکھ رہا تھا اور یہ روپ محمد ایسا تھا جس میں آپؐ اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائے، آپؐ بھی اردو میں گفتگو کرتے ہیں، میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ جو کچھ بھی میرے گھر میں ہو رہا تھا، اس میں میرا یا میرے گھر والوں کا کوئی اختیار نہ تھا...... جو جو واقعات بھی رونما ہو رہے تھے میری معلومات کے مطابق وہ اسلام کے بنیادی عقائد سے بالکل مختلف تھے، جب میں نے اپنے ان خدشات کا اظہار آپؐ کے سامنے کیا تو آپؐ نے مجھ سے چند

سوالات پوچھے، جو مندرجہ ذیل ہیں:
۱:......کیا تم اللہ پر یقین رکھتے ہو؟
۲:......کیا تم یقین رکھتے ہو کہ اللہ کے لئے کچھ ناممکن نہیں؟
۳:......کیا تم یقین رکھتے ہو کہ اللہ مُردوں کو زندہ کرسکتا ہے؟
۴:......کیا تم یقین رکھتے ہو کہ اللہ مجھے دوبارہ بھیجنے پر قدرت رکھتا ہے؟
۵:......کیا تم یقین رکھتے ہو کہ اللہ نبیل کو شفایاب کرسکتا ہے؟

میں کسی بھی سوال کا انکار کرنے کی جرأت نہ کرسکتا تھا، اس لئے میں نے کہا کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اب یہی سوال میں لوگوں کے سامنے رکھتا ہوں تا کہ وہ اپنے علم اور عقیدے کے مطابق اس کا جواب دیں...... جس دن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں معجزات اب ایک معمول بن چکے ہیں، جس کی ایک مثال یہ ہے کہ نبیل کا بے جان اور بے حرکت ہاتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اس طرح خود بخود حرکت میں آتا ہے اور پیغامات لکھے جاتے ہیں...... نبیل کی عمر اس وقت ۱۶ سال ہے معذوری انتہا کی ہے، ہر وقت بستر پر رہتا ہے، جسم کی کوئی حرکت ممکن نہیں، خود سے کھا اور پی بھی نہیں سکتا، جسم کے جوڑ مستقل طور پر مڑچکے ہیں، کمر ٹیڑھی ہوچکی ہے اور پٹھے بالکل بے جان ہیں، البتہ نبیل ذہنی طور پر بالکل نارمل ہے اور کسی قسم کی دماغی کمزوری نہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ اسے (ڈی ایم ڈی) کی بیماری ہے لیکن پھر بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ نبیل ایک دن شانِ قدرت سے صحت یاب ہوجائے گا......

نبیل کی عبادات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر نگرانی آج کل بھی جاری ہیں، جو کمرہ حضرت غوث پاک نے بطور بیٹھک منتخب کیا تھا وہ اب چلہ رسول پاک میں تبدیل ہوگیا ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر اپنی عبادات میں مشغول رہتے ہیں، اس سے ملحقہ کمرے کو مسجد میں تبدیل کرنے کا حکم ہوا، جس کا نام مسجد رسول پاک تجویز کیا گیا، جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ نمازیں ادا کرتے ہیں، ایک چھوٹی سی جگہ جو چلہ رسول پاک کے داخلی دروازے کے پاس ہے اسے نبیل کی عبادت گاہ یعنی چلہ بنادیا گیا ہے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں پر پیغامات لکھے جاتے ہیں، ان مقامات کو مقدس بتایا گیا ہے...... یہ وہ ناقابل یقین حقیقت ہے جسے میں نے پیش کردیا ہے، میں نے ابھی کچھ راز افشا کئے ہیں جبکہ بہت سے رازوں سے پردہ اٹھانا ابھی باقی ہے جو انشاء اللہ مناسب وقت پر کیا جائے گا جو کچھ میں نے لکھا اس کی مطابقت سے دستاویزی ثبوت پیش خدمت ہیں، جس میں نبیل کی میڈیکل رپورٹس چند پیغامات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے لکھی گئیں کچھ سورۃ اور نبیل کی تصاویر وغیرہ شامل ہیں، پیغامات اپنی ذات میں خود ایک دلیل رکھتے ہیں اس لئے ان کے بارے میں لب کشائی میرے لئے ممکن نہیں...... جو لوگ اسے من گھڑت داستان یا پھر کسی دیوانے کا خواب سمجھتے ہیں انہیں اس بات کا جواب دینا ہوگا کہ اگر یہ کلام الٰہی نہیں تو پھر کیا ہے؟ میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس تمام معاملے میں میری طرف سے نہ کوئی دعویٰ ہے اور نہ ہی آئندہ کبھی ہوگا مجھے امید ہے کہ تمام لوگ میرا نقطہ نظر سمجھتے ہوئے مجھ پر الزام لگانے سے گریز کریں گے، یہ میں بھی جانتا ہوں کہ دین مکمل ہوچکا، اب کوئی نبی نہیں آئے گا، کوئی وحی نہیں آئے گی، کوئی اللہ کا پیغام نہیں آئے گا، لیکن اگر پھر بھی آئے تو کیا کیا جائے؟''

(www.rupemuhammad.zomshare.com/album/Mehdi%20Kaun/images/a6212c8b7ad9db9e0...)

مندرجہ بالا ''تعارف'' و ''اسباب'' اور ان میں اٹھائے گئے نکات، ابحاث، عقائد اور نظریات، کسی دوسرے کے نہیں، چشم بددور اس معذور بچے نبیل کے والد کیپٹن ڈاکٹر ضیاء اللہ خان کی اپنی تحریر کے اقتباسات ہیں، جو خود انہیں کے الفاظ میں ہیں، ہم نے ان میں صرف اتنا سا تصرف کیا ہے کہ موصوف کی تحریر کے غیر ضروری حصے حذف کرتے ہوئے، ضروری اقتباس نقل کرکے متعلقہ اقتباسات کے بیچ میں نقطے لگادیئے ہیں، نیز ان تمام اقتباسات میں کوئی جملہ اور فقرہ ادھورا یا ناقص نقل نہیں کیا گیا، تا کہ یہ نہ کہا جاسکے کہ نقل میں خیانت کی گئی ہے، یا کسی جملہ کو سیاق وسباق سے کاٹ کر پیش کیا گیا ہے۔

اس ضروری وضاحت کے بعد قارئین بخوبی اندازہ لگاسکتے ہیں کہ تعارف کا مواد کس قدر خطرناک ہے؟ اور اس کا مرتب ڈاکٹر ضیاء اللہ خان کن غلیظ عقائد ونظریات کا حامل، داعی اور منادہے؟

(جاری ہے)

غدارِ اسلام، غدارِ پاکستان

فیاض حسن سجاد، کوئٹہ

ایکسپریس نیوز چینل ۱۸/ مارچ ۲۰۰۹ء کو جاوید چوہدری کے پروگرام ''کل تک'' میں ذہین طالب علم علی معین نوازش کے تعارف کا پروگرام تھا جو ایک مستحسن اقدام اور اچھی روایت ہے لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ کالم نگار اور اینکر پرسن جاوید چوہدری نے مشہور قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے اس کی علمیت اور نوبل پرائز حاصل کرنے کے قصیدے پڑھے، نوبل انعام کے حوالے سے اس کو دنیائے اسلام کا ہیرو، دین و دنیا کے اعتبار سے ایک کامیاب انسان قرار دیا، جناب جاوید چوہدری نے کمال سادگی یا ہوشیاری، بے خبری یا دین سے بے حسی کی وجہ سے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی، ڈاکٹر سلام کی اسلام اور پاکستان کے لئے کوئی خدمت نہیں ہے، یہودیوں نے اس کو نوبل پرائز صرف قادیانی ہونے کے ناطے دیا ہے، قادیانی اسلام اور ملک کے غدار ہیں بلکہ ملت اسلامیہ کے لئے ناسور ہیں، قادیانیوں کی اسلام سے دشمنی واضح ہے، مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا، اور خود کو اللہ کا نبی و رسول کہا، انگریزی سلطنت کی بقا کے لئے جہاد کو حرام قرار دیا، انگریزوں کی اطاعت کو عین ایمان قرار دیا، ملکہ وکٹوریہ کو زمین کا نور اور خود کو آسمان کا نور قرار دیا اور ملکہ وکٹوریہ کو رحمت کا سایہ قرار دیا، انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے والوں کو خدا اور رسول کا باغی، حرامی اور بدکردار قرار دیا، ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل انعام ملنے کی وجہ یہ ہے کہ قادیانیت کی تشہیر کرانا مقصود تھا، ڈاکٹر عبدالسلام نے کون سی سائنسی خدمات سرانجام دیں؟ انسانیت کو کیا فائدہ پہنچایا؟ مسلمانوں کے لئے کیا کیا ہے؟ پاکستان کا کون سا مسئلہ حل ہوا؟ آج تک کسی مسلمان کو یہ نوبل انعام نہیں ملا۔

محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو کیوں نہیں دیا گیا؟ ان کی خدمات عالم اسلام کے لئے اظہر من الشمس ہیں، انہوں نے پاکستان کو ناقابل تسخیر بنانے کے لئے ناقابل فراموش کام کیا ہے، اس کے برعکس ڈاکٹر عبدالسلام نے کون سا معرکہ سر کیا؟ پاکستان کے ایٹمی اداروں میں کون سی انقلابی تبدیلی لائے؟ وہ تو بھارت کو پاکستان کے بارے میں اطلاعات فراہم کرتے رہے۔

ملت اسلامیہ کے عظیم سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان فرماتے ہیں:

''ڈاکٹر عبدالسلام ۱۹۵۹ء سے اس کوشش میں تھے کہ انہیں نوبل انعام ملے، آخر کار آئن اسٹائن کے صد سالہ یوم وفات پر ان کو مطلوبہ انعام دے دیا گیا۔ دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصے سے کام کر رہا ہے، یہودی چاہتے تھے کہ آئن اسٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کر دیا جائے، سو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو بھی انعام سے نوازا گیا۔''

(ہفت روزہ چٹان، لاہور، ۹/ فروری ۱۹۸۶ء)

یہ تو تذکرہ ہے یہودیوں کی نوازش کا، اب جہاں تک ڈاکٹر عبدالسلام کی اہلیت و قابلیت کا ذکر ہے تو آنجہانی جس دور میں گورنمنٹ کالج لاہور میں لیکچرار تھے تو ان کے طلبا ان کے پڑھانے کے طریقہ سے مطمئن نہ تھے اور کالج کے پرنسپل نے ان کی پرسنل فائل میں لکھا تھا کہ وہ ایک نااہل استاد ہیں جو اپنے شاگردوں کو مطمئن کرنے سے قاصر ہیں، وہ شخص جو اپنے کالج کے طلبا کو مطمئن نہ کر سکا، وہ نوبل انعام کے لئے بین الاقوامی یہودی دماغوں کو مطمئن کر گیا، نوبل انعام کیا چیز ہے؟ یہود و نصاریٰ نے تو ڈاکٹر صاحب کے پرائمری فیل پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کو ''نبوت'' عطا کر دی تھی۔

جب ۱۹۷۴ء میں پاکستان کے مسلمانوں کے زبردست مطالبہ اور تحریک کے نتیجہ میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا تو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اس فیصلے پر احتجاج کرتے ہوئے پاکستان چھوڑ کر انگلستان چلا گیا اور پھر پوری دنیا میں گھوم کر پاکستان کی قومی اسمبلی اور اس عظیم فیصلے کے خلاف خوب زہر اگلا، اس فیصلے کے کچھ مدت بعد پاکستان میں ایک بہت بڑی سائنس کانفرنس ہو رہی تھی۔ وزیراعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ بھیجا لیکن ڈاکٹر عبدالسلام نے انتہائی غصہ میں اس کا جواب مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ وزیراعظم سیکریٹریٹ کو بھیج دیا:

"I do not want to set foot on this accursed land until the

constitutional amendment is withdrawn."

یعنی:"میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا، جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔" (حوالہ غدار پاکستان)

یہ زہریلا جواب سن کر وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو سمیت پوری پاکستانی قوم میں غم وغصہ کی شدید لہر دوڑ گئی۔

آنجہانی ڈاکٹر عبدالسلام کی بھارت کے سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی سے بڑی دوستی تھی، وہ کبھی پوشیدہ اور کبھی اعلانیہ بھارت کا دورہ کرتا تھا، بھارت جب بھی کوئی نیا اسلحہ بناتا تو وہ ہمیشہ بھارت کو مبارکباد بھیجا کرتا تھا، یہی وجہ تھی کہ جب قادیانیوں نے اپنا سالانہ عالمی جلسہ بھارت میں کرنے کا فیصلہ کیا تو بابری مسجد شہید کرنے والے اور ہزاروں کشمیریوں کا خون پینے والے بھارت نے انہیں بخوشی اجازت دے دی اور ان کے راستے میں اپنی پلکیں بچھا دیں، بھارتی ٹی وی اور بھارتی اخبارات نے قادیانیوں کے ارتدادی پروگرام کو خوب کوریج دی، پاکستان سے جانے والے ہزاروں قادیانیوں کی واہگہ بارڈر پر بڑی آؤ بھگت کی گئی انہیں باراتیوں کی طرح قادیان لے جایا گیا اور جلسہ ختم ہونے پر انہیں تحائف دے کر بڑی تکریم سے روانہ کیا گیا، سوال اٹھتا ہے کہ بھارتیوں اور قادیانیوں میں اتنی محبت کی کیا وجہ ہے؟ اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے اور وہ ہے: "اسلام اور پاکستان دشمنی۔"

ایک خطرناک سازش کے تحت اس غدار اسلام، غدار وطن اور غدار ملت اسلامیہ کو سائنسی ہیرو بنا کر نصابی کتب میں شامل کرنے کی کوشش ہو رہی ہے، کالجوں کی لائبریریوں اور لیبارٹریوں کو اس کے نام سے منسوب کرنے کے لئے خفیہ چہرے سرگرم ہیں۔

قادیانیوں کے ایما پر دین فروش صحافیوں کی ایک لابی اپنے کالموں اور تجزیوں میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے، یہ اصل میں قادیانیت کی تبلیغ ہے، شافع محشر، رحمت دو عالم سے غداری ہے، اسلام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں اور گستاخوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

☆☆..........☆☆

بدبودار قمیص

حضرت مولانا حسن جان شہیدؒ اپنے استاذ محترم حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے علمی مقام کا تذکرہ فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"قادیانیت کے رد اور حیات سیدنا مسیح علیہ السلام پر حضرت الاستاذؒ کافی کتابیں اور رسائل لکھ چکے ہیں، جو اس موضوع پر کافی مواد کا بڑا ذخیرہ ہے۔ پنجابی متنبی غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کی تصنیفات کے مختلف دعاوی اور متناقض اقوال اور جھوٹی دلیلوں کی چھان بین کر کے خوب تردید کی ہے۔ اس باب میں:"کلمة الله فی حیاة روح الله مسک الختام فی حیاة عیسیٰ علیه السلام" اور مرزائیوں سے اُصولی اختلاف وغیرہ قابل مطالعہ ہیں۔ پہلی تصنیف کے بارے میں ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ اس تصنیف کے بعد میں نے خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک بارونق مجلس میں تشریف فرما دیکھا، میں ان کی زیارت اور آداب وسلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا اور پھر نزدیک مجلس میں بیٹھ گیا، اس دوران میں مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک مجرم کی حیثیت سے لایا گیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ جا کر ایک اعلیٰ جبہ لاؤ، وہ ایک قیمتی اور خوبصورت جبہ لے آیا تو اس سے فرمایا کہ یہ ان کو حضرت الاستاذؒ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پہناؤ، چنانچہ مجھے پہنایا گیا اور پھر دوبارہ خادم سے فرمایا کہ جا کر ایک گندی اور بدبودار قمیص لے آؤ، وہ لے کر حاضر ہوا تو مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اس پر ڈالو۔ حضرت الاستاذؒ نے فرمایا کہ میں اس وقت خواب ہی میں یہ آیت شریف پڑھنے لگا:"سرابیلهم من قطران وتغشی وجوههم النار۔" (سورۂ ابراہیم)... گرتے ان کے گندھک کے ہوں گے اور ڈھانکے گی ان کے چہروں کو آگ...۔"

(تذکرہ سوانح مولانا حسن جان شہیدؒ ص:۱۷۱)

ایسے بھی ہوتے ہیں خوش نصیب!

قادیانی مذہب سے تائب ہونے والے ۲۲ سالہ نومسلم نوجوان جناب مصطفیٰ احمد صدیقی کے قبولِ اسلام اور اس کے عظیم الشان جنازہ کی سوز وگداز میں ڈوبی ہوئی ایمان افروز روئیداد

محمد متین خالد

انٹرنیٹ کی حیرت انگیز ایجاد نے دنیا کو گاؤں بنادیا ہے، آپ کسی بھی موضوع سے متعلق اپنے گھر بیٹھے دنیا بھر کی معلومات پلک جھپکتے ہی حاصل کرسکتے ہیں، یہاں مختلف مذاہب عالم کے لوگ اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ وتشہیر بھی کرتے ہیں، ان میں قادیانی سب سے زیادہ خطرناک ہیں، کیونکہ وہ اپنے مذہب کو اسلام اور خود کو مسلمان کہتے ہیں، اس طرح وہ حق کے متلاشی غیر مسلموں کو اور بعض اوقات مسلمانوں کو شکوک وشبہات اور باطل تاویلات کے ذریعے گمراہ کرکے پھانس لیتے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے محاذ پر قدرت حق بعض افراد کا انتخاب خود کرتی ہے، ایسے ہی خوش نصیبوں میں جناب پروفیسر کبیر ملک صاحب ہیں جو اپنی مخلص ٹیم کے ساتھ انٹرنیٹ پر قادیانیوں سے مناظرے کرتے ہیں، اس ٹیم میں عامر خورشید، عبداللہ، عمر شاہ اور سید محمد اسامہ گیلانی نمایاں طور پر پیش پیش ہیں۔ رد قادیانیت کے ماہر یہ نوجوان حضرات نہ صرف قادیانیوں کے پھیلائے ہوئے زہریلے اور باطل شکوک وشبہات کا مکمل دلائل کے ساتھ جواب دیتے ہیں بلکہ برجستہ متنازعہ قادیانی عبارات پیش کرکے انہیں میدان چھوڑنے پر مجبور کردیتے ہیں۔ اس ٹیم کے ایک دبلے پتلے لیکن ایمانی طور پر نہایت مضبوط اور متحرک نوجوان سید محمد امین گیلانیؒ کے پوتے اور منفرد طرز کے معروف شاعر اسلام سید سلمان گیلانی کے صاحبزادے ہیں، اسامہ گیلانی دن بھر اپنے دفتر میں کام کرتے اور رات کو پوری مستعدی اور تندہی کے ساتھ انٹرنیٹ پر تحفظ ختم نبوت کے محاذ کو سنبھالتے ہیں، ایک رات وہ قادیانیوں کے شکوک وشبہات کا جواب دے رہے تھے کہ اچانک ایک قادیانی نوجوان نے اسامہ گیلانی کو سوال کیا:

"آپ کہتے ہیں کہ قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی اللہ تعالیٰ کے گستاخ تھے، یہ بات آپ کے مولویوں کا پروپیگنڈا ہے۔ حضرت مسیح موعود مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا تصور بھی نہیں کرسکتے، کیا آپ اس کا کوئی ثبوت دے سکتے ہیں؟"

یاد رہے کہ جب اس قادیانی نوجوان نے اسامہ گیلانی کو یہ سوال کیا تو اس وقت انٹرنیٹ پر ۱۰۰ سے زائد قادیانی اس بحث کو براہ راست ملاحظہ کررہے تھے، بہرحال اسامہ گیلانی نے بڑی توجہ سے اس سوال کو پڑھا اور اس قادیانی نوجوان سے کہا کہ میں آپ کے سامنے مرزا کی کتاب کشتی نوح کا صفحہ نمبر ۴۷ (مندرجہ روحانی خزائن، ج:۱۱، ص:۵۰) کا عکس پیش کرتا ہوں، آپ اور باقی قادیانی حضرات سے میری گزارش ہے کہ اسے بغیر تعصب کے غیر جانبدار ہوکر غور سے پڑھیں اور دیکھیں مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کی شان میں کس قدر بھیانک گستاخی کا ارتکاب کیا۔

یہ اقتباس مندرجہ ذیل تھا:

"اس (اللہ تعالیٰ) نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا، پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں، میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا، پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا، پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔"

(کشتی نوح، ص:۴۷، مندرجہ روحانی خزائن، ج:۱۹، ص:۵۰ از مرزا قادیانی)

پھر اسی سے متعلقہ مرزا قادیانی کے ایک مرید کی کتاب سے دوسرا حصہ پیش کیا:

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور

اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔" (اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر ۳۴، از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی)

اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات پر اس سے بڑھ کر کمینہ حملہ اور اوباشانہ بہتان اور کیا ہوسکتا ہے؟ نعوذ باللہ! خدا تعالیٰ کی ذات اقدس بھی مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں سے نہ بچ سکی، ایسا فاسد خیال اور لغو عقیدہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کسی بھی گستاخ، منہ پھٹ اور زبان دراز سے نہیں سنا گیا، جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے، آج تک کسی شخص نے بھی اللہ تعالیٰ پر ایسا بے ہودہ گھٹیا اور بدترین کفریہ الزام نہیں لگایا، یہ ذلت و رسوائی صرف مرزا قادیانی کو ہی نصیب ہوئی، جس کا نقد انعام اسے دنیا میں لیٹرین میں عبرتناک موت کی صورت میں ملا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قادیانی نوجوان نے مرزا قادیانی کی کتاب سے پیش کردہ عکس دیکھا، پڑھا تو وہ حیرت اور پریشانی کے سمندر میں ڈوب گیا، اس نے نہایت پریشانی اور منت سماجت کے لہجہ میں اسامہ سے کہا: بھائی! خدارا اپنا فون نمبر دے دو، میں اس حوالہ کی تحقیق کے بعد آپ سے رابطہ کروں گا، اسامہ نے اسے اپنا موبائل نمبر دے دیا، تیر ٹھیک نشانے پر لگ چکا تھا، رات کے دو بج رہے تھے، قادیانی نوجوان سونے کے لئے اپنے کمرے میں آگیا مگر نیند کوسوں دور تھی، پریشانی کے عالم میں تمام رات بستر پر کروٹیں لیتا رہا، صبح ہوئی تو اس نے اپنے جاننے والے قریبی قادیانی مبلغین سے فون پر رابطہ کیا اور کہا کہ: "مجھے اپنے مذہب پر شک ہے، میرے کچھ سوالات ہیں، مجھے ان کا جواب چاہئے، میں اپنی آخرت برباد نہیں کرسکتا۔"

قادیانی مبلغین فوری طور پر اس کے گھر پہنچے اور کہا: بتاؤ تمہارا کون سا سوال ہے؟ اس پر قادیانی نوجوان نے مرزا قادیانی کی کتاب کشتی نوح کا مذکورہ حوالہ پیش کیا اور کہا: کیا کوئی صحیح العقل آدمی ایسی باتیں کرسکتا ہے؟ قادیانی مبلغین نے حوالہ دیکھا تو سکتے میں آگئے اور اس کی مختلف تاویلات کرنا شروع کردیں، نوجوان نے کہا کہ وہ کوئی تاویل سننے کے لئے تیار نہیں ہے بلکہ اب وہ اپنے مذہب کا غیر جانبدار ہوکر مزید مطالعہ کرے گا، اس پر قادیانی مبلغین بڑبڑاتے ہوئے غصے کے عالم میں چلے گئے، چند دنوں بعد نوجوان نے اسامہ گیلانی کو فون کرکے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ اسامہ گیلانی نے بخوشی اسے اپنے گھر آنے کی دعوت دی، اس کی خوب آؤ بھگت کی، اس کے سوالات کے جواب دیئے، شبہات دور کئے اور چند کتابیں "ثبوت حاضر ہیں، احمدی دوستو! تمہیں اسلام بلاتا ہے، چھوٹا منہ بڑی بات، ردقادیانیت کے زریں اصول اور قادیانی شبہات کے جوابات" وغیرہ پیش کیں اور درخواست کی کہ وہ ان کتابوں کا بغور مطالعہ کرے، نوجوان نے وعدہ کرتے ہوئے اجازت چاہی، چنانچہ اس نے مذکورہ کتابوں کا مطالعہ شروع کیا اور جہاں شک ہوا، وہاں متنازعہ حوالہ جات کا مکمل سیاق وسباق کے ساتھ اصل قادیانی کتب سے موازنہ کیا، ساتھ ساتھ انٹرنیٹ پر سمیر ملک اور اسامہ گیلانی کے قادیانیوں سے مناظروں کو بھی بغور ملاحظہ کرتا رہا اور یہاں سے اہم حوالہ جات نوٹ کرتا رہا، تقریباً ایک ہفتہ بعد اس کا فون آگیا، اس نے بھرائی ہوئی رقت آمیز آواز میں کہا: ہیلو، اسامہ! مبارک ہو! میں نے حق کو پالیا، میں قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔ اسامہ نے نہایت خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا: مرحبا، مرحبا، مصطفیٰ احمد صدیقی! مرحبا، اب تم میرے بھائی ہو، میں تمہیں لینے کے لئے خود تمہارے گھر آرہا ہوں، اسامہ بجلی کی تیزی سے مصطفیٰ احمد صدیقی کے گھر پہنچا، اسے گلے لگایا، ہاتھ چومے اور مجاہدین ختم نبوت کی ایک ٹیم کے ساتھ اسے حضرت نفیس شاہ الحسینیؒ کے ہاں لے گیا، جہاں حضرت کو تمام داستان سنائی، علالت کے باوجود حضرت نفیسؒ نے نہایت خندہ پیشانی سے کھڑے ہوکر اس نوجوان کو گلے لگایا، اسے اسلام قبول کروایا اور ایمان کی اہمیت وفضیلت کے بارے میں تفصیلاً بتایا، اس موقع پر حضرت نفیسؒ نے مصطفیٰ احمد صدیقی کے اعزاز میں ایک پُرتکلف چائے کا اہتمام کیا اور آخر میں ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ اسے اپنی خانقاہ سے رخصت کیا۔

ایک مرتبہ مصطفیٰ احمد صدیقی نے اپنے قریبی دوستوں کی محفل میں اپنا ایک ایمان افروز جواب بیان کرتے ہوئے کہا: "میرے والد محترم رفیق احمد

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

صدیقی قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کر چکے تھے، پھر تھوڑے ہی عرصہ بعد ان کا انتقال ہوگیا، ایک رات وہ میرے خواب میں تشریف لائے، نہایت سفید رنگ کا بہترین کرتا شلوار پہنے، ہاتھ میں تسبیح لئے، درود شریف پڑھتے ہوئے مسجد کی طرف جاتے ہوئے مجھے گلے لگایا اور آسمان سے آتی ہوئی نور بھری روشنی کی طرف اشارہ کرکے مجھے اُسے حاصل کرنے کی تلقین کی، گویا میرے والد محترم مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دے رہے تھے۔“

اسلام قبول کرنے کے بعد مصطفیٰ احمد صدیقی کی کایا پلٹ چکی تھی، پہلے وہ قادیانیت کا دفاع کرتا تھا، اب وہ قادیانیت کی سرکوبی کے سلسلہ میں رات بھر انٹرنیٹ پر بیٹھا رہتا اور قادیانیوں کو مناظرے اور مباحثے کی دعوت دیتا، انہیں قادیانی کتب سے متنازعہ عبارات پڑھنے کی ترغیب دیتا، آنجہانی مرزا قادیانی کے غلیظ کردار اور اس کے جھوٹے ہونے پر انہیں ناقابل تردید حوالے اور شواہد پیش کرتا، اس حوالے سے انہیں چیلنج کرتا اور پھر انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا، اس پر قادیانی اپنے جھوٹے نبی کی عادت پر عمل کرتے ہوئے اسے گندی گالیاں دیتے، نقلی مسلمان کہہ کر اس کا تمسخر اڑاتے اور اسے عبرتناک انجام کی دھمکیاں دیتے، لیکن وہ یہ سب کچھ بڑے تحمل اور صبر سے سنتا اور انہیں کہتا: خدا کی قسم! میں تمہارا سچے دل سے خیرخواہ ہوں، میں تمہیں جہنم کی آگ سے نکال کر جنت میں داخل کروانا چاہتا ہوں، مصطفیٰ احمد صدیقی مسلسل دو سال تک انٹرنیٹ پر یہ جانگسل فرائض سرانجام دیتا رہا، اس دوران وہ اکثر قادیانیوں سے پوچھتا کہ تمہاری محفلوں میں ہر وقت مرزا قادیان کا ذکر ہوتا ہے، لیکن حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک نہیں ہوتا، آخر کیوں؟ قادیانیوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہوتا اور وہ خاموش ہوجاتے۔ مصطفیٰ احمد صدیقی اپنے گھر والوں کو دعوت اسلام دیتا مگر گھر والے اس سے انتہائی متعصبانہ اور سوتیلے پن کا برتاؤ کرتے، اسے اسلام چھوڑنے پر مجبور کرتے لیکن وہ پہاڑ ایسی استقامت لئے مضبوطی سے اس پر قائم رہا، قادیانی مبلغین نے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر اس نے ہمیشہ انہیں شکست فاش دی، وہ اکیلا اُن سے مناظرے کرتا اور انہیں لاجواب کردیتا، ایک مرتبہ اس کے ماموں طاہر، کزن نعمان (انتہائی متعصب اور جنونی قادیانی) اور مبلغین نے مصطفیٰ احمد صدیقی سے کہا کہ بتاؤ تمہیں قادیانی مذہب کی کس چیز پر اعتراض ہے؟ اس پر مصطفیٰ احمد صدیقی نے انہیں کہا کہ مرزا قادیانی جسے آپ نبی، رسول، مسیح اور مہدی وغیرہ کہتے ہیں، اس کا کردار اس قابل نہیں کہ اُسے ایک شریف انسان بھی کہا جاسکے، اس کی تمام پیشگوئیاں جھوٹ ثابت ہوئیں، پھر اس نے مرزا قادیانی کی وحیوں پر مشتمل کتاب ”تذکرہ“ سے ایک نشان زدہ صفحہ نکال کر دکھانے کی کوشش کی تو اس کے کزن نعمان نے اس سے زبردستی کتاب چھین لی اور اسے برا بھلا کہتے ہوئے کہا کہ بعض نبیوں کی پیشگوئیاں بھی پوری نہیں ہوئی تھیں (نعوذ باللہ) اس پر مصطفیٰ احمد صدیقی نے انہیں چیلنج کیا کہ اگر آپ قرآن وسنت سے اس کی کوئی ایک بھی مثال پیش کردیں تو میں آپ کو منہ مانگا انعام دوں گا، اس پر سب کو سانپ سونگھ گیا اور وہ غصے کے عالم میں واپس چلے گئے۔

علامہ اقبال ٹاؤن میں قادیانی مبلغین کے ساتھ ایک اور مناظرے کے دوران جب مصطفیٰ احمد صدیقی نے مرزا قادیانی کے کردار پر بحث کرتے ہوئے انہیں لاجواب کیا تو اس کے کزن نعمان نے بے اختیار اسے گندی گالیاں دینی شروع کردیں۔ اس کے ماموں طاہر نے کہا کہ تم مرتد ہوگئے ہو، قادیانی مبلغین نے کہا کہ مولویوں نے تمہارا دماغ خراب کردیا ہے، نوجوان نے یہ سب کچھ بڑے تحمل سے سنا، برداشت کیا اور پھر اعتماد سے کہا کہ آپ مجھے مطمئن کرنے آئے ہیں یا ذلیل؟ کیا یہی خوش اخلاقی ہے جس کا آپ ہر وقت پوری دنیا میں ڈھنڈورا پیٹتے ہیں؟ آپ کا تو نعرہ "Love for all hatred for none" یعنی ”محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں۔“ لیکن آپ سب کچھ اس کے برعکس کررہے ہیں۔ بہرحال آپ مجھے اس سے بھی زیادہ طعن وتشنیع کرلیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن یہ میرے عقیدے کا معاملہ ہے، آپ مجھے مطمئن کریں اور میرے سوالات کا جواب دیں، لیکن وہ سب نفرت وحقارت کا اظہار کرتے ہوئے واپس چلے گئے۔

کچھ عرصہ پہلے مصطفیٰ احمد صدیقی نے اسامہ گیلانی کو فون پر بتایا کہ میرے ماموں طاہر نے مستقل طور پر ایک خطرناک قادیانی مربی میرے پیچھے لگادیا ہے، وہ اکثر مجھے قادیانی عبادت گاہ میں بلاتا ہے لیکن میں اکیلے نہیں جانا چاہتا، آپ میرے ساتھ چلیں، اسامہ گیلانی نے جناب سمیر ملک سے رابطہ کیا تو وہ اپنی فیملی کے ساتھ کسی قریبی عزیز کی شادی کے سلسلہ میں شہر سے باہر جارہے تھے، لیکن انہوں نے گاڑی واپس اپنے گھر کی طرف موڑلی اور تھوڑی دیر کے بعد مناظرے کے لئے بتائے ہوئے ایڈریس پر قادیانی عبادت گاہ واقع گلشن راوی پہنچ گئے، جناب سمیر ملک نے قادیانی مبلغ کو مناظرے کے میدان میں چاروں شانے چت کردیا، مربی نے فوراً مصطفیٰ احمد صدیقی کے ماموں طاہر احمد کو فون کیا اور کہا کہ یہ لڑکا ہمارے

ہاتھ سے مکمل طور پر نکل چکا ہے اور جماعت کے لئے بہت خطرناک ثابت ہورہا ہے، اس کے بعد اسے باقاعدہ دھمکیاں ملنی شروع ہوگئیں۔

۱۳/ فروری ۲۰۰۹ء کی شام مصطفیٰ احمد صدیقی اپنے دفتر سے گھر جارہا تھا کہ سڑک پر بارش کی پھسلن سے اس کا موٹر سائیکل ایک ریڑھے سے ٹکرایا اور وہ شدید زخمی ہوگیا، اسے فوراً جناح ہسپتال لے جایا گیا، جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ اپنے خاندان میں واحد مسلمان اور اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا، اس کا والد کئی سال پیشتر فوت ہوچکا تھا، گھر میں کوئی مرد نہ ہونے کی وجہ سے ماں اپنے بیٹے کی میت اپنے بھائی (مصطفیٰ صدیقی کا ماموں طیب قادیانی) کے گھر مرغزار کالونی لے آئی، جہاں تمام قادیانی رشتہ دار اکٹھے ہوگئے مصطفیٰ احمد صدیقی کی بڑی ہمشیرہ کینیڈا میں رہتی ہیں، اس نے درخواست کی کہ وہ اپنے بھائی کا آخری دیدار کرنا چاہتی ہے، لہٰذا اس کی تدفین ایک دن کے لئے ملتوی کردی جائے، چنانچہ مصطفیٰ احمد صدیقی کی میت عادل ہسپتال مین بلیوارڈ ڈیفنس کے سردخانے میں رکھ دی گئی، ہفتہ کی رات کارکنانِ ختم نبوت کو اس حادثہ فاجعہ کا علم ہوا تو جناب عامر خورشید صاحب نے فوراً دوستوں کی ایک ہنگامی میٹنگ طلب کی جس میں ختم نبوت لائرز فورم کے عہدیداروں کو خصوصی طور پر دعوت دی گئی۔ اجلاس میں سب سے پہلے اس بات پر غور وخوض کیا گیا کہ کہیں یہ قتل کی واردات تو نہیں؟ اس کی فوری تفتیش کے لئے ایک ٹیم تشکیل دی گئی، ٹیم نے جائے وقوعہ سے ٹھوس شہادتیں حاصل کرنے کے بعد ریسکیو ۱۱۲۲ سے رابطہ کیا جن کے پاس مصطفیٰ احمد صدیقی کو جناح ہسپتال لے جانے کا ریکارڈ تھا، پھر جناح ہسپتال کی ایمرجنسی سے بھی رابطہ کیا گیا تو انہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ مصطفیٰ احمد صدیقی کے سینے اور چہرے پر زخموں کے نشان تھے اور ابتدائی میڈیکل رپورٹ کے مطابق یہ حادثہ تھا۔

اس کے بعد قادیانیوں سے مسلمان میت کے حصول کا معاملہ پیش آیا، چنانچہ بزرگوں سے مشورہ کرنے کے بعد کارکنانِ ختم نبوت کی ایک ٹیم اہلِ محلّہ کے ساتھ قادیانیوں کے گھر گئی اور انہیں بتایا کہ چونکہ مصطفیٰ احمد صدیقی قادیانی مذہب سے تائب ہوکر مسلمان ہوچکا تھا، اس لئے اس کی تجہیز وتکفین کی تمام تر ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے، لہٰذا آپ اس کی میت ہمارے حوالہ کردیں، ہم اسے اسلامی طریقہ سے سپردخاک کرنا چاہتے ہیں، قادیانیوں نے شروع میں کچھ لیت ولعل سے کام لیا مگر بعد میں کارکنانِ ختم نبوت کے جذبے اور تیور دیکھ کر میت برادر گرامی جناب عامر خورشید صاحب کے حوالہ کردی۔ کارکنانِ ختم نبوت فرط جذبات سے میت سے لپٹ گئے اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگے، کوئی مصطفیٰ احمد صدیقی کی پیشانی چوم رہا تھا اور کوئی اس کے پاؤں کو بوسہ دے رہا تھا، قادیانی یہ منظر دیکھ کر حیران ہورہے تھے... انہیں واقعی حیران ہونا چاہئے تھا، میت کو مسنون طریقے سے غسل دے کر نہایت سفید اور اجلا کفن پہنایا گیا، میت کے اردگرد گلاب کے ہزاروں پھول مصطفیٰ احمد صدیقی کو خراجِ تحسین پیش کررہے تھے، کوئی یقین نہیں کررہا تھا کہ میت پر ۲۰ گھنٹے گزرچکے ہیں، کیونکہ اس کے جسم سے معطر اور بھینی بھینی خوشبو آرہی تھی۔ مصطفیٰ احمد صدیقی کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح نہایت خوبصورت اور تروتازہ تھا، چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ طاری تھی، ایسے محسوس ہورہا تھا کہ وہ جان بوجھ کر اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں اور اچانک بیدار ہوکر ابھی سب کو حیران کردیں گے۔

جنازہ اٹھانے سے پہلے مصطفیٰ احمد صدیقی کی والدہ اور بہنوں نے چہرہ دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا، بزرگوں سے مشورہ کے بعد اس امید پر کہ شاید اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہدایت نصیب فرمادے اجازت دے دی گئی، ان کے ساتھ اور بھی رشتہ دار خواتین تھیں، وہ دیر تک مصطفیٰ احمد صدیقی کے چہرے کا آخری دیدار کرتی رہیں، مصطفیٰ احمد صدیقی کی والدہ نے جانے سے پہلے وہاں پر موجود کارکنانِ ختم نبوت کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز سے کہا: ”آفرین ہے آپ پر، آپ لوگوں نے میرے بیٹے کو دولہا بنادیا ہے“ اس پر ایک کارکن نے جواباً کہا: ”اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اپنے بیٹے کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔“

ٹھیک دو بجے جب مصطفیٰ احمد صدیقی کا جنازہ تدفین کے لئے اٹھایا گیا تو فضا کلمہ طیبہ کے ورد سے گونج اٹھی، لوگ پرجوش جذبات میں نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد، قادیانیت مردہ باد کے فلک شگاف نعرے لگارہے تھے، ہر آنکھ اشک بار تھی، سینکڑوں روتی ہوئی آوازوں کا ایک تسلسل تھا جو تھمنے کا نام نہ لیتا تھا، یہ ایک ایسا ایمان افروز منظر تھا

تلہ گنگ میں ختم نبوت کانفرنس

جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ میں ۲۵/ فروری بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت قاری نور محمد نے کی۔ کانفرنس سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تفصیلی بیان ہوا۔ مولانا شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی دنیا کے ہر فورم پر اپنا کیس ہار چکے ہیں، جبکہ مسلمان اپنا کیس جیت چکے ہیں۔ ان حالات میں قادیانیوں کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ قادیانیت سے توبہ تائب ہوکر دامنِ مصطفوی سے وابستگی کا اعلان کردیں تو مسلمان انہیں اپنے سینے سے لگانے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دی۔ کانفرنس میں علماء کرام اور معززین شہر نے کثیر تعداد میں شرکت کی، نوجوانوں نے شبانِ ختم نبوت کے قیام کا اعلان کیا۔

جسے کبھی نہ بھلایا جاسکے گا۔ قادیانیوں کا خیال تھا کہ اس نوجوان کے جنازہ میں محض گنتی کے چند لوگ شریک ہوں گے، ایسے موقع پر حضرت امام احمد بن حنبلؒ یاد آتے ہیں، جنہوں نے اپنے ایک مخالف کے جواب میں فرمایا تھا: ”حق و باطل کے درمیان ہمارے مقام کا تعین خود ہمارا جنازہ کرے گا۔“ مصطفی احمد صدیقی کے جنازے نے فیصلہ کردیا تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کے مخالفین باطل۔“

مجاہد ختم نبوت کی میت کو کندھا دینے کے لئے ہر شخص اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا تھا، کئی عاشقان رسول جنازہ کی چار پائی کو ہاتھ لگا کر اپنے جسم پر پھیرتے اور اس کو اپنے لئے باعث برکت کہتے۔

نماز جنازہ مجاہد ختم نبوت ممتاز عالم دین حضرت مولانا عبدالرحمن مدظلہ نے پڑھائی، مرکز سراجیہ کے مہتمم جناب صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ اور مولانا محب النبی سمیت علماء کرام کی بڑی تعداد نے جنازہ میں شرکت کی۔ مصطفی احمد صدیقی کے قریبی دوستوں میاں آصف جاوید اور وقار الحسن کے علاوہ دنیا ٹی وی چینل کے درجنوں کارکنوں نے بھی خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر احقر نے شرکاء جنازہ سے خطاب کرتے ہوئے انہیں جناب مصطفی احمد صدیقی کے قبول اسلام کی پوری روئیداد سنائی اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر اس کی گراں قدر خدمات بیان کیں، احقر نے عرض کیا کہ عموماً جنازے میت کی مغفرت کے لئے ہوتے ہیں، لیکن یہ جنازہ خود شرکاء کی بخشش کا ذریعہ ہے، ”یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا“ میں نے عرض کیا کہ اس نوجوان کی عمر صرف دو سال تھی، کیونکہ اس نے ۲۰ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور بائیس سال کی عمر میں اپنے رب کے حضور پہنچ گیا، وہ ایک ناگہانی حادثے کا شکار ہوا اور اس لحاظ سے اسے شہادت کا مرتبہ بھی حاصل ہے۔ مصطفی احمد صدیقی کے جسد خاکی کو جب لحد میں اتارا گیا تو فضا ایک بار پھر ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی، اس موقع پر نہایت جذباتی مناظر دیکھنے میں آئے، کارکنان ختم نبوت دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے اور الوداع الوداع مصطفی احمد صدیقی الوداع کے نعرے لگا رہے تھے۔

قارئین کرام! رات آدھی سے زیادہ ڈھل چکی ہے، میں اپنی لائبریری میں بیٹھا اکیلا رنج والم کے عالم میں یہ سطور سپرد قلم کررہا ہوں، تصور میں اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ مصطفی احمد صدیقی میرے سامنے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں: ”انکل متین! آپ کا اور آپ کے تمام ساتھیوں کا بہت بہت شکریہ، میں نے کہا: کس بات کا؟ کہنے لگے: آپ لوگوں نے مجھے جہنم سے نکالا اور میری تجہیز وتکفین بڑے شایان شان طریقے سے کی، میں نے عرض کیا: یہ تو ہمارا فرض تھا، پھر نجانے کیوں میں بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگا، اس پر مصطفی احمد نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگے: انکل! کیا آپ اللہ کی رضا پر خوش نہیں؟ میں نے عرض کیا: یار صدیقی! میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہزار بار خوش ہوں، تم ایسا آفتاب ہو جس کی روشنی سے بے شمار تاریک دل منور ہوئے، تم ملت اسلامیہ کے ماتھے کا جھومر ہو، تم لاکھوں میں ایک ہو، تم نے عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کرکے ہمارے جذبوں کو از سر نو زندہ کیا ہے، اس لئے ایک کمزور انسان ہونے کے ناتے تمہاری جدائی برداشت نہیں ہورہی، میں روتے ہوئے اسے کہتا ہوں: صدیقی! تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے دوست کس قدر غم سے نڈھال ہیں، وہ خود کو اکیلا محسوس کررہے ہیں، تمہاری جدائی میں وہ مسلسل آنسو بہا رہے ہیں، تمہارے بغیر انٹرنیٹ پر بیٹھنے پر آمادہ نہیں ہورہے اور ہاں! تمہارا جگری دوست اسامہ، ابھی تک تمہاری موت کا یقین کرنے کو تیار نہیں، اس پر مصطفی صدیقی مجھے کہتے ہیں: انکل! آپ کو معلوم نہیں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کی کس قدر بارش ہورہی ہے، فرشتے میری قسمت پر رشک کررہے ہیں، یہ محض تحفظ ختم نبوت کے کام کی برکت کا نتیجہ ہے، آپ سب دوستوں کو میرا پیغام دے دیں کہ آخرت میں کامیابی کا سب سے آسان راستہ صرف تحفظ ختم نبوت کا کام ہے، بے شمار قادیانیوں کو نہیں معلوم کہ وہ کس دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں؟ ان بھولے بھٹکے قادیانیوں کو دعوت اسلام دینا ہمارا اولین فریضہ ہے، اس سے ذرا سی بھی روگردانی یا کوتاہی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ناراض ہوسکتے ہیں، لہٰذا اس محاذ پر پہلے سے زیادہ محنت اور مستعدی سے کام کریں، آپ ہمیشہ مجھے اپنے ساتھ پائیں گے، میں سسکیوں اور ہچکیوں میں مصطفی صدیقی سے دست بستہ عرض کرتا ہوں! یار مصطفی! روز قیامت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری مغفرت کے لئے بھی درخواست کردینا، اس پر مصطفی کہنے لگا: انکل! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ سب دوستوں کی مغفرت و بخشش کی ضرور درخواست کروں گا، پھر وہ قریب آکر میرے کان میں سرگوشی کے انداز میں مسکرا کر کہتا ہے: میں آپ دوستوں کے بغیر جنت میں نہیں جاؤں گا، پھر وہ سلام کہہ کر نظروں سے اوجھل ہوجاتا ہے، اسی اثناء میں قریبی مسجد سے تہجد کی اذان بلند ہوتی ہے، میں اسے قبولیت کی گھڑی تصور کرتا ہوں۔

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر
مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

اللھم صلی علی محمد خاتم النبیین وخاتم المرسلین

☆☆......☆☆

BRANDS ICON
OF PAKISTAN
2008
Brands Icon Award 2008 given to Rooh Afza
کامیابی کا یہ قصّہ نیا نہیں
پھر بھی اتنا ہی تازہ...
اور اس سال Brands Icon Award کا اعزاز اس قصے کا ایک تازہ ترین باب ہے
جو کہ پاکستان کے صرف سات منفرد برانڈز کو نوازا گیا ہے۔
ایک ایسے برانڈ کے لئے جس نے سو سال سے اپنے اعلیٰ معیار کو مسلسل برقرار رکھا ہوا ہے
یہ اعزاز جیسے روز کی بات ہو۔ گو کہ ہر بار یہ خبر اتنی ہی تازہ ہوتی ہے جیسے کہ دنیا کا سب سے
بہترین روایتی مشروب... روح افزا
Brands of the Year Award 2008
Consumers Choice Award 2008
Merit Export Award 2007-2008
Brands of the year Award 2008
WWW.BRANDSAWARD.COM
ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان
ISO 9001: 2000 & ISO 22000: 2005 CERTIFIED
Tel: (009221) 6616001-4, E-mail: headoffice@hamdard.com.pk, www.hamdard.com.pk

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس فیصل آباد

امام بارگاہوں اور مساجد میں بم دھماکوں کے پیچھے قادیانیوں کا خفیہ ہاتھ کارفرما ہے

قادیانیوں کا خمیر خفیہ سازشوں، زیرزمیں سرگرمیوں سے اٹھایا گیا ہے

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے

آزاد قبائل سے کئے گئے معاہدہ پر عمل کر کے وہاں پر امریکی ڈرون حملے بند کرائے جائیں: مقررین کانفرنس

رپورٹ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

فیصل آباد ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دھوبی گھاٹ میں ۵/ اپریل ۲۰۰۹ء عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں ایک محتاط اندازہ کے مطابق ایک لاکھ سے زائد فرزندان توحید اور مجاہدین ختم نبوت نے شرکت کی۔ کانفرنس کی صدارت وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان نے کی، جبکہ مہمان خصوصی شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی کہروڑپکا تھے۔

کانفرنس سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے جنرل سیکریٹری مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی جنرل سیکریٹری مولانا عبدالغفور حیدری، سابق سینیٹر حافظ حسین احمد، جمعیت اہل حدیث کے جنرل سیکریٹری مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، راقم الحروف، مولانا ضیاء الدین آزاد، مولانا محمد رضوان، صاحبزادہ عزیز احمد، سی پی او فیصل آباد احمد مبارک، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، قاضی عبدالرشید راولپنڈی اور مولانا محمد قاسم سیوطی سمیت کئی ایک علماء کرام نے خطاب کیا۔

مقررین نے کہا کہ اس روح پرور، ایمان افروز، عظیم الشان کانفرنس کا مقصد عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیوں کو دعوت اسلام دینا ہے۔ قادیانیوں کے لئے دو ہی راستے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر غیر مشروط طور پر ایمان لا کر اسلام کے دھارے میں آجائیں یا پاکستان کے آئین کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت مان لیں اور شریف شہری بن کر رہیں، اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں۔

مقررین نے کہا کہ پاکستان کی سالمیت، تحفظ، استحکام اور بقا عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے ساتھ مشروط ہے، جب تک قادیانیت کا پاکستان سے مکمل خاتمہ نہیں ہو جاتا پاکستان مصائب و آلام میں گھرا رہے گا۔

مقررین نے کہا کہ ملک وملت پر جب بھی کوئی مصیبت آئی قادیانیوں نے خوشیوں کے شادیانے بجا کر اور گھی کے چراغ جلا کر امت مسلمہ کا منہ چڑانے کی کوشش کی۔ شاہ فیصل شہید ہوئے یا جناب ذوالفقار علی بھٹو کو تختہ دار پر لٹکایا گیا، جنرل محمد ضیاء الحق کا طیارہ کریش ہوا یا محترمہ بے نظیر صاحبہ کو قتل کیا گیا، قادیانیوں نے اسے جھوٹے نبی کی صداقت کا نشان قرار دیا۔ آج بھی ملک کے حالات کی کشیدگی، امام بارگاہوں اور مساجد میں بم دھماکوں کے پیچھے قادیانیوں کا خفیہ ہاتھ کارفرما ہے۔ انہوں نے کہا کہ مساجد پر خودکش حملوں کا کوئی مسلمان تصور ہی نہیں کرسکتا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا نے پالیسی بیان دیتے ہوئے کہا کہ

ہمارے بزرگوں نے عدم تشدد کی جو پالیسی شروع کی تھی، ہم اس پر عمل پیرا ہیں اور رہیں گے، ہم نے ہمیشہ دلائل و براہین کی بات کی ہے، جبکہ قادیانیوں کا خمیر خفیہ سازشوں، زیرزمین سرگرمیوں سے اٹھایا گیا ہے۔ مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری نے کہا کہ قادیانیت کے مکمل خاتمہ تک پرامن تحریک جاری رہے گی۔ ایک قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے ارتداد کی شرعی سزا سزائے موت نافذ کی جائے، امتناع قادیانیت ایکٹ اور گستاخ رسول ایکٹ پر مکمل عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے، آزاد قبائل سے کئے جانے والے معاہدہ پر اس کی روح کے مطابق عمل کرکے ان علاقوں پر امریکی ڈرون حملے بند کرائے جائیں، سانحہ لال مسجد کے کرداروں بالخصوص پرویز مشرف کے خلاف باقاعدہ کیس رجسٹرڈ کرکے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے یہ اجلاس تمام مکاتب فکر کے علماء کرام سے اپیل کرتا ہے کہ ہر ماہ کا ایک جمعہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت کے لئے وقف کرکے قادیانیت کی سنگینی سے نئی نسل کو آگاہ کریں۔

یہ اجلاس جمعیت المدارس العربیہ سے متعلقہ تمام دینی اداروں، جماعتوں کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے کانفرنس کے انتظامات، سیکورٹی اور دوسرے مسائل کی نگرانی کرکے اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے بھرپور کوششیں کیں۔ ایک قرارداد میں ضلعی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا گیا کہ نامساعد حالات کے باوجود انہوں نے اپنے فرائض انجام دیئے۔

یہ اجلاس تمام شرکاء سے اپیل کرتا ہے کہ جس طرح آج کی کانفرنس میں جوش وجذبہ کے ساتھ شرکت کی۔ ۱۱/اپریل کو بادشاہی مسجد لاہور میں بھی شریک ہوکر عقیدۂ ختم نبوت کے ساتھ والہانہ عقیدت کا ثبوت دیں۔ ایک اور قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانی اپنے نام نہاد بہشتی مقبرہ میں کسی مسلمان کو نہیں جانے دیتے، وہ ہمارے قبرستانوں میں اپنے مردوں کو دفن کرکے اشتعال انگیزی کرتے ہیں، جسے کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا ان پر پابندی عائد کی جائے۔

کانفرنس میں مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، مولانا محمد زبیر اشرف عثمانی، حافظ ابوبکر، قاضی احسان احمد، مولانا محمد اجمل قادری، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، مولانا محمد حسن، سید زید الحسینی، مولانا سید محمود میاں، رضوان نفیس، میاں عبدالرحمٰن لاہور، فیصل آباد کے علماء کرام مولانا سید جاوید حسین شاہ، مولانا محمد یوسف اول، مفتی محمد طیب، قاری محمد یٰسین، مولانا مفتی محمد زاہد، مولانا سید نذیر احمد شاہ، قاری محمد وقاص، قاری محمد یونس رحیمی، قاری محمد ابراہیم، مفتی محمد ضیاء مدنی، قاری عزیزالرحمٰن، قاری جمیل الرحمٰن، قاری خلیل الرحمٰن، جمعیت اہلحدیث کے نائب امیر مولانا محمد یوسف انور، حاجی خالد محمود قاسمی، مولانا سید محمد زکریا، حامد ضیاء مدنی، مولانا ساجد فاروقی، علامہ محمد ممتاز کلیار، مولانا عبدالرزاق، مفتی فضل الرحمٰن، قاری ولی العزیز احسن، مفتی حفظ الرحمٰن بنوری، قاری محمود صدیقی، مقامی سیاسی قائدین خواجہ محمد اسلام ایم پی اے، میاں عبدالمنان سابق ایم این اے، حاجی محمد اکرم انصاری ایم پی اے، چوہدری شیر علی، تاجر راہنما شاہد رزاق سکا، حاجی بشیر احمد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا محمد فیاض مدنی نواب شاہ سندھ، مولانا قاسم سیوطی، قاضی عبدالخالق، مولانا عبدالرشید غازی، مولانا محمد رضوان نے خصوصی شرکت کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا عبدالرحیم، مولانا محمد رضوان اور راقم الحروف نے سرانجام دیئے۔

چناب نگر میں سیرت النبیؐ کانفرنس

چناب نگر (غلام یٰسین) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن میں ۱۳/مارچ کو سیرت النبیؐ کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا غلام مصطفیٰ نے کی۔ کانفرنس سے مولانا محمد صابر صفدر، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا عابد حسین خاں، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہم ترین جزو اور خصوصیت عقیدۂ ختم نبوت ہے، عقیدۂ ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ انہوں نے کہا کہ انسانیت کے سلگتے ہوئے تمام مسائل کا حل سیرت النبیؐ پر عمل کرنے میں مضمر ہے۔ انہوں نے حکمرانوں سے اپیل کی کہ وہ ملک و ملت کی حفاظت کے لئے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں۔ کانفرنس کے اختتام پر شرکاء کانفرنس کی ماحضر سے تواضع کی گئی۔ نیز کانفرنس کی نگرانی قاری محمد یوسف، قاری محمد رمضان مدنی، قاری عبیدالرحمٰن سمیت اساتذہ مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی نے کی۔

ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ

چنیوٹ (نمائندہ خصوصی) ۱۳/مارچ بعد نماز عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد صدیق اکبرؓ (گڑھے والے) نزد پبلک پارک سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، علامہ ممتاز احمد کلیار نے خطاب کیا۔ مولانا محمد الیاس چنیوٹی ایم پی اے ۱۳/مارچ کی مصروفیات کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے۔ علماء کرام نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اہل چنیوٹ کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی، چوہدری ظہور احمد، شیخ منظور احمد، حاجی فیروز دین، مولانا محمد یعقوب ربانی، قاری نذیر احمد نے قادیانیت کے مقابلہ میں جرأت مندانہ کردار ادا کیا، مرحومین کے رفع درجات کی دعا کی گئی۔

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سالانہ ختم نبوت کانفرنس ملتان سے علمائے کرام کا خطاب

ملتان (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دفتر مرکزیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت صاحبزادہ عزیز احمد خانقاہ سراجیہ نے کی۔ کانفرنس کی تین نشستیں ہوئیں، پہلی نشست نماز جمعہ سے قبل منعقد ہوئی جس سے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے فرزند ارجمند اور جامعہ مخزن العلوم خان پور کے مہتمم مولانا فضل الرحمن درخواستی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہمارے بزرگوں کی روایات کی امین ہے، انشاء اللہ العزیز میں اپنے والد محترم حضرت درخواستی کی طرح ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کروں گا، بلکہ دامے، درمے، سخنے، قدمے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ رہوں گا۔

دوسری نشست ۲۷/ مارچ بعد نماز مغرب منعقد ہوئی، تلاوت کلام پاک کی سعادت مولانا انوار الحق مجاہد نے کی، جبکہ نعت قاری محمد بلال کی شجاع آبادی، قاری محمد اصغر نے پڑھی، جامعہ قاسم العلوم فقیر والی کے مہتمم مولانا محمد مسعود قاسم، مولانا علامہ عبدالحق مجاہد، مولانا محمد نذر عثمانی مبلغ حیدرآباد نے خطاب کیا۔

تیسری نشست بعد نماز عشاء منعقد ہوئی، جس سے مولانا اللہ وسایا، مولانا سید عبدالمجید ندیم، مولانا محمد حنیف جالندھری نے خطاب کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سرانجام دیئے۔ مولانا اللہ وسایا نے گزشتہ تین ماہ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ مجلس نے گزشتہ سہ ماہی میں ملک بھر میں ضلعی سطح پر درجنوں کانفرنسیں منعقد کیں اور ماہ اپریل میں ۴/ اپریل احرار پارک جھنگ، ۵/ اپریل کو دھوبی گھاٹ فیصل آباد، ۱۱/ اپریل کو بادشاہی مسجد لاہور میں عظیم الشان کانفرنسیں منعقد کرکے قادیانیوں کی سرگرمیوں کو بے نقاب کیا جائے گا۔

خطیب العصر مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ برطانوی سامراج نے اپنی سیاسی ضرورت کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا، اس سے مجدد، مہدی، مسیح موعود، ظلی، بروزی، غیر تشریعی نبوتوں کے دعوے کرا کر اور بالآخر صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کرا کر اس سے جہاد کی منسوخی کا اعلان کرایا۔ انہوں نے کہا کہ سقوط ڈھاکہ سے لے کر سقوط لال مسجد تک تمام حادثات و سانحات میں قادیانی سازشیں کارفرما ہیں۔ نیز انہوں نے کہا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی سے لے کر محترمہ بے نظیر بھٹو کے قتل تک قادیانی تدابیر کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، انہوں نے کہا کہ جناب آصف علی زرداری اپنے فرزند بلاول زرداری کی بھی آستین کے ان سانپوں سے حفاظت کریں، کیونکہ قادیانی انتقام کہیں بلاول کو اپنی نظر میں نہ لے لے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے کہا کہ قادیانیت کے مقابلہ میں ہمارے بزرگوں نے جس کام کا آغاز کیا الحمدللہ وہ کام تحریک کی شکل اختیار کرکے قادیانیت کو ذلیل و رسوا کررہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت کے مقابلہ میں جدوجہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ انہوں نے فیصل آباد اور لاہور کی کانفرنسوں کے انعقاد کے فیصلہ کو سراہا اور مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ انہوں نے کہا کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے متعلق ہزاروں مدارس کے طلبہ کرام حسب سابق ختم نبوت کی تحریک میں ہراول دستہ کا کردار ادا کریں گے۔

نیز لاہور اور فیصل آباد کے تمام مدارس نے کانفرنسوں کے ایام میں چھٹی کرکے کانفرنسوں کی کامیابی کے لئے بھرپور یقین دہانی کرائی ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ کے امیر مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی مدظلہ نے اختتامی کلمات اور دعائے خیر سے کانفرنس کے اختتام کا اعلان کیا۔ کانفرنس ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔

کانفرنس کے انتظامات کی نگرانی مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے فرمائی اور مجلس کے مبلغین مولانا محمد علی صدیقی میرپور خاص، مولانا فیاض مدنی نواب شاہ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا عبدالستار خوشاب، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا محمد یعقوب معاویہ سمیت کئی ایک مبلغین شب و روز مصروف رہے۔

☆☆..........☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

اپیل

کے امیرِ مرکزیہ خواجہ خواجگان

حضرت خواجہ مولانا خان محمد دامت برکاتہم کی

ملک بھر کے علماء اور خطباء سے

جناب واجب الاحترام علماء کرام زید مجدکم العالی

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

آپ کو معلوم ہے کہ قادیانی، مرزائی اندر ہی اندر مسلمانوں کو مرتد بنانے میں مصروف ہیں، میں آپ حضرات سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ مہینہ میں کم از کم ایک مرتبہ اپنے خطبہ میں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کے خطرناک عزائم اور مکروہ چہرہ کے متعلق نوجوانوں کو آگاہ فرمادیا کریں تاکہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حق کو ادا کرنے میں خدا کے ہاں اجر کے مستحق بن سکیں۔ امید ہے کہ آپ توجہ فرمائیں گے۔

والسلام

فقیر خان محمد عفی عنہ

خانقاہ سراجیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ، ملتان، پاکستان فون نمبر: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶